ماہنامہ

# دخترانِ اسلام

لاہور

اگست 2016ء

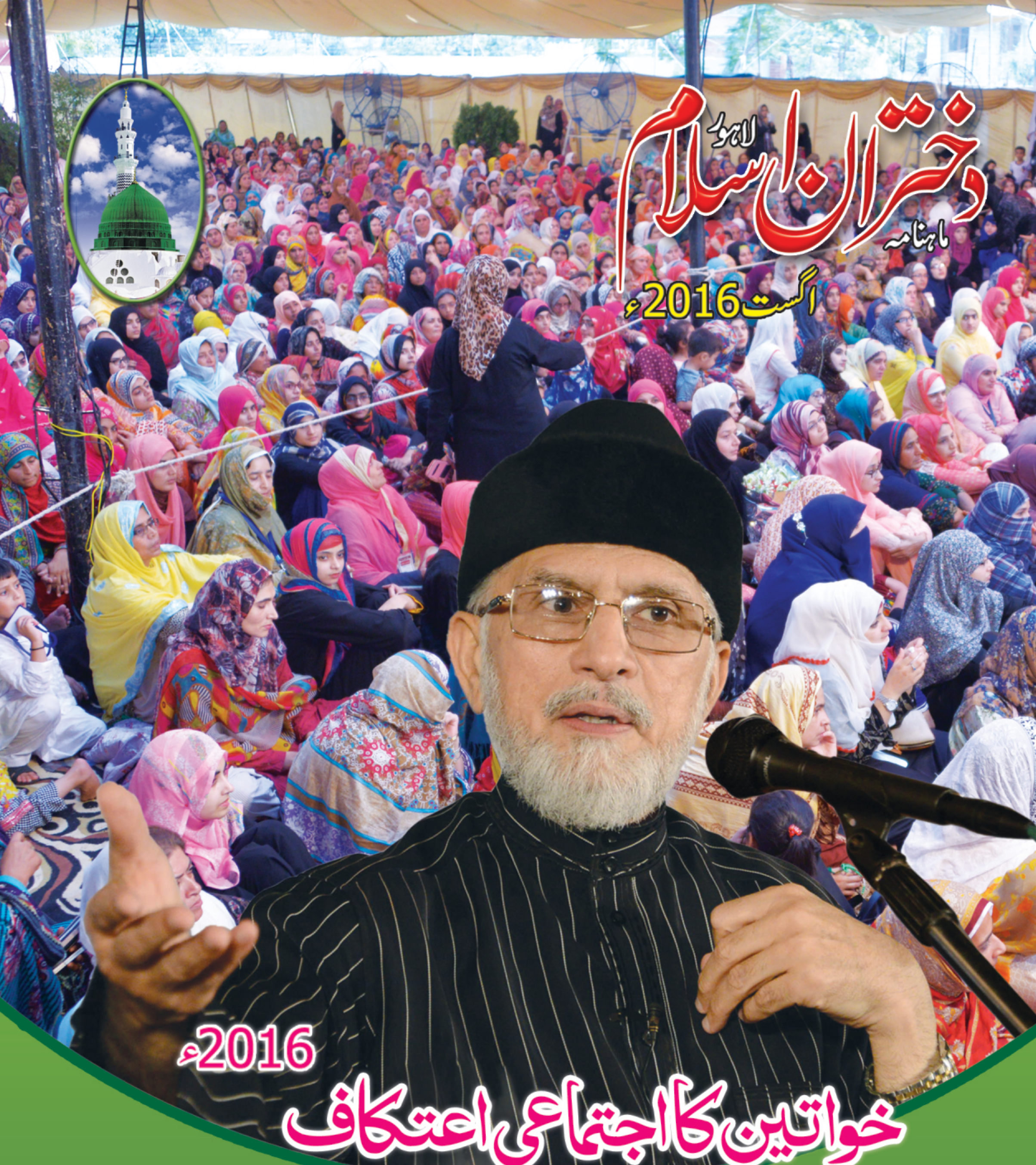

2016ء

## خواتین کا اجتماعی اعتکاف

## یومِ پاکستان اور آج کا پاکستان

ویمن اعتکاف 2016ء سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب

کڈز فورم اور میڈیا سیل

حجاب ہاؤس، سیل سنٹر سے خواتین خریداری کرتے ہوئے

ڈسپنسری میں خواتین علاج کراتے ہوئے

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 23 شمارہ: 8 ذوالقعدۃ ۱۴۳۷ھ / اگست 2016ء



زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

مجلس مشاورت
صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی
خرم نواز گنڈا پور
احمد نواز انجم
جی ایم ملک
منظور حسین قادری
سرفراز احمد خان
غلام مرتضیٰ علوی
نوراللہ صدیقی
فرح ناز

ایڈیٹوریل بورڈ
رافعہ علی
عائشہ شبیر
سعدیہ نصراللہ
راضیہ نوید

مینجنگ ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صبا

ناشر
علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر
عبدالسلام

فوٹوگرافی
محمود الاسلام قاضی

کتابت
محمد اکرم قادری


## فہرس


| | | |
|---|---|---|
| اداریہ۔۔(حکمران عبدالستار ایدھی سے سبق سیکھیں) | | 5 |
| واقعہ اصحاب کہف کی عارفانہ تفسیر | علامہ محمد حسین آزاد | 7 |
| (شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب) | | |
| حضرت عمر فاروقؓ کی معاشی اصلاحات | مریم بشیر | 12 |
| یوم پاکستان اور آج کا پاکستان | ہانیہ ملک | 19 |
| قیام پاکستان کا مقصد اور قائداعظمؒ | محمد احمد طاہر | 22 |
| دل کی پاکیزگی۔۔۔اصل طہارت ہے | ڈاکٹر ابوالحسن الازہری | 26 |
| صوفیانہ ملفوظاتی ادب اور طبقہ نسواں | فہمیدہ نسرین | 32 |
| جہیز کی شرعی حیثیت | رابعہ نسرین | 41 |
| الفیوضات المحمدیہؐ | | 48 |
| گلدستہ | نازیہ عبدالستار | 49 |
| منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیراہتمام خواتین کا شہر اعتکاف | | 51 |



ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر/چیک/ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے



رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

## فرمان الٰہی

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا. وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا. وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا. وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَىْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا.

(بنی اسرائیل: ۹۔۱۲)

”بے شک یہ قرآن اس (منزل) کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے درست ہے اور ان مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری سناتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے۔ اور یہ کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور انسان (کبھی تنگ دل اور پریشان ہو کر) برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے جس طرح (اپنے لیے) بھلائی کی دعا مانگتا ہے، اور انسان بڑا ہی جلد باز واقع ہوا ہے۔ اور ہم نے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں بنایا پھر ہم نے رات کی نشانی کو تاریک بنایا اور ہم نے دن کی نشانی کو روشن بنایا تاکہ تم اپنے رب کا فضل (رزق) تلاش کر سکو اور تاکہ تم برسوں کا شمار اور حساب معلوم کر سکو، اور ہم نے ہر چیز کو پوری تفصیل سے واضح کر دیا ہے“۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

## فرمان نبوی ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرَاةِ لَقَدْ أَعَدَّ اللهُ لِلَّذِيْنَ تَتَجَافَى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ مَا لَمْ تَرَ عَيْنٌ، وَلَمْ تَسْمَعْ أُذُنٌ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ، وَلَا يَعْلَمُهُ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ، وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ قَالَ: وَنَحْنُ نَقْرَؤُهَا: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ [السجدة، ۱۷:۳۲]. رَوَاهُ الْحَاكِمُ. وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الإِسْنَادِ.

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تورات میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تہجد گزاروں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو کسی آنکھ نے دیکھی نہیں، کسی کان نے سنی نہیں، کسی انسان کے دل میں ان کا خیال (تک) نہیں آیا، نہ ہی انہیں کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی مرسل۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم بھی قرآن پاک میں اس (مفہوم) کے ہم معنی آیت تلاوت کرتے ہیں: ”سو کسی کو معلوم نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ رکھی گئی ہے، یہ ان (اعمالِ صالحہ) کا بدلہ ہوگا جو وہ کرتے رہے تھے۔“

(المنہاج السوی من الحدیث النبوی ﷺ، ص۴۵۷)

# حمد باری تعالیٰ

غم کب مجھے اس کا ہے کہ غم کھاتا ہوں
ہر زخم پہ امید کرم کھاتا ہوں
گذرا نہ کبھی یاس کا خطرہ دل میں
یارب تری رحمت کی قسم کھاتا ہوں

یہ ملک ہے تیرا، بادشاہی تیری
ہر شے پہ حکومت ہے الٰہی تیری
ہاں کون مقابل مرے آسکتا ہے
حاصل ہے مجھے پشت پناہی تیری

کون آج یہاں تیرے سوا ہے میرا
لے دے کے تو ہی عقدہ کشا ہے میرا
آخر میں مدد مانگوں تو کس سے مانگوں
جُز تیرے کوئی اور خدا ہے میرا

رحمت کی نظر ڈالنے والا تو ہے
ہر آفت میں غم ٹالنے والا تو ہے
اے رازقِ کل تُو اسے ثابت کردے
دعویٰ ہے مرا پالنے والا تو ہے

میرے مالک مسبب الاسباب
کھول دے مجھ پر رحمتوں کے باب
تیری بخشش کو جانتا ہوں میں
ترزق من تشا بغیر حساب

(مبارکؔ مونگیری)

# نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کوئی جہان میں نہیں ان سے بڑا رؤف
جن کو خدائے پاک نے خود کہہ دیا رؤف

مولائے کل، شفیعِ امم بن کے آگئے
محشر میں ان کو سب نے پکارا کیا رؤف

دل سے ہر ایک خوف اچانک نکل گیا
جب سے سنا ہے ہم نے لقب آپ کا رؤف

شایاں ہے جب شفاعتِ کبریٰ حضورؐ کو
پھر کون ہے جہان میں ان کے سوا رؤف

یکتائی محبتِ عظمٰی تو دیکھئے
محبوب اس رؤف کا بھی ہوگیا رؤف

ان کے طفیل بن گیا سامانِ مغفرت
کیسے کہے نہ پھر انہیں خلقِ خدا رؤف

بیچارگی میں چارۂ عصیاں ہے ان کی ذات
جس کے لئے خدا نے انہیں کردیا رؤف

جس کے کرم سے قطب زمانہ ہے فیض یاب
اس کو ہی لاج ہے کہ وہی ہے مرا رؤف

(خواجہ غلام قطب الدین فریدی)

# حکمران عوام کے مسیحا عبدالستار ایدھی سے سبق سیکھیں

عبدالستار ایدھی پاکستان کا فخر اور عظیم انسان تھے۔ رہتی دنیا تک ان کی خدمات کے منصوبے قائم و دائم رہیں گے۔ انہوں نے اپنی خدمت کے ذریعے کروڑوں پاکستانیوں کے دل پر حکومت کی۔ خود کو خادم اعلیٰ کہلوانے پر کروڑوں کے اشتہار چھپوانے والے دیکھ لیں کہ عوام کے سچے خادم نے دلوں پر حکومت کرنے کیلئے کس طرح سادگی سے زندگی بسر کی۔ اس کیلئے صدق دل سے دوسروں کی خدمت کا جذبہ درکار ہوتا ہے۔ دنیا کی سب سے بڑی فلاحی ادارے کی ایمبولینس سروس شروع کرنے پر ان کا نام گینز بک آف ورلڈ ریکارڈ کا حصہ بنا۔ پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے عوامی تحریک کے مرکزی سیکرٹریٹ پر منعقدہ پریس کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے عبدالستار ایدھی کی انسانی، رفاہی اور فلاحی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ عبدالستار ایدھی پوری دنیا میں پاکستان کا فخر اور تعارف تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے حکمرانوں کو سبق سیکھنا چاہئے۔ ایسے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ عبدالستار ایدھی کے سوگواران 20 کروڑ عوام ہیں۔

جب ملک اور قومیں مشکل میں گھرتی ہیں تو اس وقت حکمران سچ بول کر حالات کا مقابلہ اور قوم کا اعتماد حاصل کرتے اور ملک کو بحرانوں سے نکالتے ہیں مگر پاکستان میں صورت حال اس کے برعکس ہے۔ حکمرانوں نے اپنے اقتدار کے حالیہ 3 سال عوام اور غیرملکی مالیاتی اداروں کو دھوکہ دینے اور مسلسل جھوٹ بولنے میں گزارے، اس لیے موجودہ حکومت کی عوام اور بین الاقوامی سطح پر کوئی ساکھ قائم نہیں ہوسکی اور اس کے خطرناک نتائج کا سامنا پاکستان بطور ریاست کررہا ہے۔ حکمران جھوٹ بولتے ہیں، جھوٹ کا زہر قومی سیاسی جسم کی رگ رگ میں سرایت کر چکا ہے۔ الیکشن جیتنے سے لیکر اقتدار کے آخری دن تک جھوٹ بولا جاتا ہے۔ عوام کو ترقی اور خوشحالی کے سہانے خواب دکھائے جاتے ہیں اور 68 سال سے اسی نام نہاد ترقی کا سفر جاری ہے۔

وزیراعظم نے دو بار قوم سے خطاب کرتے ہوئے اور ایک بار پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے خود کو اور اپنے خاندان کو پانامہ لیکس کے حوالے سے احتساب کیلئے پیش کیا مگر جب ٹی او آرز بنانے کی بات ہوئی تو وہ اپنے وعدوں اور دعوؤں سے منحرف ہو گئے۔ کیا پارلیمنٹ کے فلور پر جھوٹ بولنے والے شخص کو اسلام کے نام پر حاصل کیے گئے ملک کا وزیراعظم برقرار رہنا چاہیے؟ انہوں نے کہا کہ وزیرخزانہ جھوٹ بولنے میں ایک خاص مقام حاصل کر چکے ہیں وہ ریونیو کے 100 فیصد اہداف حاصل کرنے کے لئے جھوٹ بول کر عالمی مالیاتی اداروں کو دھوکہ دیتے اور مزید قرضے حاصل کر کے قوم کو سود کے شیطانی جال میں الجھاتے چلے جارہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ سابق دور حکومت میں 9 فیصد شہری ٹیکس دیتے تھے اب یہ شرح ایک فیصد کم ہو کر 8 فیصد رہ گئی ہے۔ جھوٹی حکومت کو عوام اس لیے ٹیکس نہیں دیتے کیونکہ انہیں علم ہوتا ہے کہ ان کے دیئے گئے ٹیکس ملک اور عوام کی ویلفیئر کی بجائے حکمرانوں کی عیاشیوں، اللوں تللوں اور آف شور کمپنیوں میں چلے جائینگے۔

پانامہ لیکس اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے فیصلوں سے 19 کروڑ عوام کو ان کے خزانے کے ڈاکوؤں اور انسانیت کے قاتلوں سے نجات ملے گی۔ 31 جولائی کے بعد حکمرانوں کی الٹی گنتی شروع ہو جائے گی، حکمرانوں اور انکے حواریوں کو علم ہو چکا ہے کہ انکا دھاندلی زدہ اقتدار ''سفر آخرت'' پر ہے۔ پاکستان کو آئین نہیں خواہشات کے مطابق چلایا جا رہا ہے۔ ایک خاندان 30 سال سے بنیادی انسانی حقوق اور جمہوریت کا مذاق اڑا رہا ہے۔ پانامہ لیکس کے حقائق انکا اصل چہرہ ہیں، اس عالمی کرپشن کا انکے پاس کوئی جواب نہیں ہے، کوئی جواب ہوتا تو وزیر اعظم ''قومے'' میں نہ ہوتے۔ غیر فعال وزیر اعظم نے 19 کروڑ عوام کو بند گلی میں کھڑا کر رکھا ہے۔ ملکی سرحدوں پر حملے ہوں یا بعض اسلامی ملکوں میں انسانیت کے خلاف درندگی، وزیر اعظم مسلسل چپ اور قومے میں ہیں۔ پاکستان کی سلامتی کے امور سیکرٹریوں کے سپرد کر دئے گئے ہیں۔ ملکی اور بین الاقوامی بعض نہایت اہم اشوز پر وزیر اعظم کی خاموشی جلتی پر تیل کا کام کر رہی ہے، لہذا پاکستان کو ایک اہل، ایماندار، محبّ وطن اور عوامی امنگوں کے ترجمان وزیر اعظم کی ضرورت ہے۔ حالیہ تمام تر غیر آئینی، غیر جمہوری، غیر اخلاقی طرز حکمرانی کے باوجود وزیر اعظم احتساب سے بچنے اور کرسی سے چمٹے رہنے کے طریقے ڈھونڈنے میں مصروف ہیں۔ جبکہ حقیقی جمہوریت میں رائے عامہ کے خلاف وزیر اعظم ایک دن کیلئے بھی اقتدار کے ایوانوں میں ٹھہرنا گوارا نہیں کرتا، پانامہ لیکس کے بعد آنے والے سربراہان مملکت کے استعفے اسکی واضح مثال ہیں۔

لہذا 31 جولائی کا دن پاکستان کے عوام کیلئے اطمینان اور خوشی لائے گا اور اپوزیشن قیادت کا اجلاس پاکستان کو موجودہ بحران سے نکالنے کی نوید بنے گا۔ کیونکہ موجودہ حکمرانوں کے خلاف فیصلہ کن عوامی تحریک ناگزیر ہے۔ حکمران تو چاہتے ہیں کہ انکے خلاف جو بھی الزامات ہیں وہ سرکاری کمیٹیوں اور عدالتوں کے پلیٹ فارم پر ہی گردش کرتے رہیں اور وہ زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ 33 روز سے الیکشن کمیشن کا آئینی ادارہ غیر فعال ہے۔ 5 ضمنی انتخابات اور دو صوبوں میں بلدیاتی الیکشنز کے آخری مراحل التوا کا شکار ہیں، منتخب بلدیاتی نمائندوں کو اپنا آئینی، جمہوری کردار ادا کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ 45 روز کے اندر اندر الیکشن کمیشن کے ممبران کی تقرری ہو جائے گی۔ کیا 45 روز تک جمہوریت کو معطل رکھا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس لئے ہم کہتے ہیں پاکستان کو آئین نہیں خواہشات کے مطابق چلایا جا رہا ہے۔

# واقعہ اصحابِ کہف کی عارفانہ تفسیر

## شبِ قدر کے اجتماع سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد حسین آزاد / معاونت: زیب النساء اقبال

گذشتہ سے پیوستہ

24 دسمبر 2000ء کو شہر اعتکاف لاہور میں لیلۃ القدر کے روحانی اجتماع میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے واقعہ اصحاب کہف کی عارفانہ تفسیر فرمائی جس کی اہمیت کے پیش نظر ایڈیٹنگ کے بعد اسے بالاقساط شائع کیا جارہا ہے جو قارئین مکمل خطاب سننا چاہیں وہ خطاب کی CD نمبر F5-22 سماعت فرمائیں۔ منجانب: ادارہ دختران اسلام

مولا کو منانے کی ریاضتیں اگلے لوگ کر گئے، جو گزر گئے، وہ بازی جیت گئے۔ انہوں نے کیسی محنتیں کیں اور یہ مقام کیسے حاصل کیا؟

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے لئے اپنی ساری چاہتیں قربان کرنا پڑتی ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا آپ کا مرشد کون ہے؟ فرمایا! ''میرا مرشد میرا ایک غلام ہے'' یعنی میرا اُستاد میرا غلام ہے اور مجھے بندگی کا سبق میرے غلام نے دیا ہے۔ اس نے پوچھا: حضرت کیسے؟ فرمایا: میں غلام کو خرید کر لایا اور چاہا کہ اس کی کچھ باتیں پوچھ لوں۔ میں نے غلام سے پوچھا: بیٹے تمہارا نام کیا ہے؟ غلام نے جواب دیا: جس نام سے آپ پکاریں وہی نام ہوگا۔ میں نے پوچھا؟ بیٹے تم کھاتے کیا ہو؟ اس نے کہا مالک جو کھلا دے وہی کھاتا ہوں۔ میں نے پوچھا تمہاری خواہش کیا ہے؟ اس نے کہا! جو آپ کی خواہش ہے وہی میری خواہش ہے۔ فرماتے ہیں: جب یہ سنا تو میری چیخ نکل گئی اور کہا مولا! کاش! میں بھی تیرا اس طرح کا غلام ہوتا۔

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس بن قیسؒ سے کسی نے پوچھا: آپ نے سبق کس سے سیکھا؟ کہتے ہیں! ''میں نے ایک غلام سے سیکھا''۔ پوچھا کیسے؟ فرمایا: میں ایک غلام خرید کر لایا۔ کچھ عرصے کے بعد میں نے اس کو کہا کہ اگر تم محنت مزدوری کر کے مجھے روزانہ ایک دینار کما کے دے دو تو میں تمہیں آزاد کردوں گا۔ اس نے کہا! مجھے رات کی اجازت دے دیں۔ دن کو آپ کی خدمت کروں گا اور رات کو محنت مزدوری کروں گا اور صبح آپ کو روزانہ ایک دینار لا کر دے دیا کروں گا۔ میں نے اجازت دے دی۔ اب وہ سارا دن میری خدمت کرتا

اور رات کو چلا جاتا۔ صبح آ کر مجھے ایک دینار دے دیتا۔

ایک مرتبہ لوگوں نے اس کی شکایت کی اے امام عبد اللہ بن مبارک ؒ! آپ کا غلام رات کو جا کر قبریں کھودتا ہے اور تازہ مردوں کے کفن چرا کر انہیں بیچتا ہے اور مردوں کے کفن بیچ کر آپ کو پیسے لا کر دیتا ہے۔ جب امام نے سنا تو کانپ گئے، پریشان ہوگئے اور فرمانے لگے: میں رات کو چل کے خود دیکھتا ہوں۔ رات ہوئی حسب معمول غلام گیا تو اس کے پیچھے چوری چوری خود چل پڑے۔ قبرستان میں پہنچے تو دیکھا کہ غلام نے واقعتاً قبر کھودی۔ وہ قریب ہوکر کھڑے ہوگئے۔ سمجھ گئے کہ ماجرا یہی ہے۔ آگے بڑھے دیکھا تو وہ قبر میں اتر گیا۔ آپ کھڑے رہے۔ اندھیرا تھا، دیر تک دیکھتے رہے مگر وہ نہیں نکلا۔ جب آگے جھک کے جو دیکھا تو وہ قبر نہیں تھی بلکہ ایک گڑھا تھا اور وہ ٹاٹ کا لباس پہن کر ہاتھ جوڑ کے مولا کے حضور کھڑا تھا اور اپنی ریاضت میں مصروف تھا اور ساری رات اس گڑھے میں ٹاٹ کا لباس پہن کر مولا کو مناتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو وہاں سے نکلا۔ اور مٹی ڈال کر اس گڑھے کو پھر بند کردیا۔ اور نماز پڑھ کے بیٹھ گیا۔ نماز سے فارغ ہوکر ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا مولا! ''اب رات ختم ہوگئی میرا مالک مجھ سے دینار مانگے گا''۔

حضرت عبد اللہ ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا۔ اس کے آگے ایک نور اترا اور وہ نور دینار میں بدل گیا۔ وہ دینار اٹھا کر اس نے جیب میں رکھا۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ جب میں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو میں غلام کے قدموں میں گر گیا۔ اور کہا! کاش جوان تو آقا ہوتا اور میں تیرا غلام ہوتا۔ جب یہ فرمایا تو اس غلام کی چیخ نکلی اور عرض کیا! مولا! ''میرا راز فاش ہوگیا۔ اب مجھے دنیا سے اٹھا لے''۔ اتنی بات کہنے کی دیر تھی اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی اور عبد اللہ بن مبارکؒ کی گود میں وفات پا گیا۔

آپ نے سمجھا کہ ٹاٹ کے لباس میں عبادت کرتا تھا۔ اس کو محبوب ہے لہذا اسی ٹاٹ کے لباس میں دفن کر کے آ گئے۔ انہوں نے رات دو براق خواب میں دیکھے۔ ایک پر تاجدار کائنات ﷺ سوار ہیں اور ایک پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام سوار ہیں اور مجھے اپنے پاس بلا کر فرماتے ہیں: اے عبد اللہ بن مبارک! تم نے ہمارے دوست کو ٹاٹ میں ہی دفن کر دیا۔ یہ ہیں وہ اللہ والے جو ریاضت و مجاہدہ سے بازی جیت گئے۔

حضرت رابعہ بصریؒ بھی کسی زمانے میں کسی کی باندی تھیں۔ سارا دن مالک کی خدمت کر کے اسے رات کو سلا کر وضو کر کے مصلے پر آ جاتی۔ ہر رات کسی کے رونے کی آواز آتی۔ ایک دن مالک نے اُٹھ کر دیکھا۔

مصلے پر رابعہ بصری کیا کہتی ہے؟ وہ سجدے میں گر کر رو رہی تھی اور اپنے مولا سے کہہ رہی تھی:

اے مولا! ''میں مالک کے کام کر کے تیری بارگاہ میں آتی ہوں اس لئے آنے میں دیر ہوجاتی ہے لہذا دیر ہونے پر گرفت نہ کرلینا''۔ مالک نے جب یہ سنا تو اسے آزاد کردیا۔ لہذا جب انسان اپنے نفس کے حملے اور خواہشوں سے لاتعلق ہوتا ہے تو پھر اس کی اپنی کوئی چاہت، کوئی محبت، کوئی رغبت نہیں رہتی بلکہ اس کی ہر شے کی ذاتی ترجیح ختم ہوجاتی ہے پھر کیفیت یہ ہوتی ہے کہ

حضرت معروف کرخیؒ بازار سے گزر رہے ہیں۔ دیکھا کہ ایک پانی پلانے والا غریب، مسکین اور محتاج آدمی مشک اٹھا کر پھر رہا ہے۔ بھاری مشکیزے اور تھکاوٹ کی وجہ سے نحیف اور کمزور ہے۔ کوئی شخص اس سے پانی نہیں لے رہا۔ آپ قریب سے گزرے اور وہ یہ بولی لگا رہا تھا۔ ''جو یہ پانی پیئے گا اس پر اللہ کی رحمت ہوگی۔''

حضرت معروف کرخیؒ نفلی روزے کے ساتھ تھے۔ آپ نے آگے بڑھ کر اس سے پانی کا پیالہ لے لیا اور اس کو ایک درہم دے دیا اور خود پانی پی کر روزہ توڑ دیا۔ مریدوں نے پوچھا! حضرت آپ روزے سے تھے۔ پانی کیوں پیا؟ فرمایا: اس غریب کا پانی کوئی نہیں لے رہا تھا۔ اور وہ رب کی رحمت کی بات کر رہا تھا۔ میں نے کہا میں تو روزہ رکھ لوں گا۔ مگر غریب کا آج دل ٹوٹا تو اس کا کفارہ کیسے دوں گا؟

لہذا دوستو! انسان کی ہر ترجیح ختم ہوجاتی ہے۔ بندہ اپنے نفس سے جدا ہوجاتا ہے اور اپنے نفس سے کنارہ کش اور اتنا لاتعلق ہوتا ہے کہ حضرت سری سقطیؒ کہتے ہی کہ تیس سال قبل مجھ سے ایک گناہ ہوا تھا اور آج تیس سال سے اسی کی معافی مانگ رہا ہوں۔ معلوم نہیں مولا نے معاف کیا کہ نہیں کیا۔ پوچھا: حضرت کیا گناہ کیا تھا؟ فرمایا: شہر بغداد میں ہمارے بازار کو آگ لگ گئی تھی۔ سب دوکانیں جل گئی تھیں۔ اس میں میری دوکان بھی تھی۔ کسی نے آ کر خبر دی۔ حضرت سب دکانیں جل گئیں مگر آپ کی دوکان بچ گئی۔ اپنی دوکان کا بچنا سن کر بے ساختہ میری زبان سے الحمد للہ نکل گیا تھا۔ بس تب سے رو رہا ہوں کہ لوگوں کی دوکانیں جل گئی تھیں میری بچ گئی تھی اور میں نے اپنی دوکان کے بچنے پر الحمد للہ کہہ کر خوشی کا اظہار کیا تھا کہیں مولا اس پر گرفت نہ کرلے کہ سری سقطیؒ صرف اپنے مفاد اور اپنی خواہش کی بات کرتا ہے تجھے لوگوں کے جلنے اور ان کی دوکانوں کے جلنے کا غم نہیں صرف اپنے بچنے کی خوشی ہے۔ 30 سال سے اس گناہ پر معافی مانگ رہا ہوں۔

معلوم ہوا کہ جب تک بندہ نفس سے جدا نہ ہوجائے اور مطلوبات نفس اور مرغوبات نفس سے کنارہ کش نہ ہوجائے تب تک روح کا سورج دل پر طلوع نہیں ہوتا۔ لوگو! ہم اندھیرے میں ہیں، ہم ظلمتوں میں ہیں، ہم

تباہی میں ہیں، ہم بربادی میں ہیں۔ مگر کبھی اس بربادی کی زندگی میں ہمیں احساس تک بھی ہوا کہ ہم گھاٹے میں جا رہے ہیں اور کدھر جا رہے ہیں؟ لہذا اے انسان تو غضب، حرص اور شہوت کے نفس یعنی کتے کو اتنا کمزور کر دے کہ نفس بھی تیرے تابع ہوجائے کیونکہ نفس اگر تابع ہوجائے تو بندہ جس سمت جاتا ہے اس کا نفس اس کے تابع ہوکر چلتا ہے۔ نفس کو پھر قلب کا مقام مل جاتا ہے۔ دل کو روح کا مقام مل جاتا ہے روح کو سر کا مقام مل جاتا ہے۔ پھر سر کو خفی کا مقام ملتا ہے۔ خفی کو اخفاء کا مقام ملتا ہے اور پھر انسان کے سارے لطائف ترقی کر کے مولا کے حضور اور قربت میں چلے جاتے ہیں۔ نفس پر قلب کی کیفیتیں وارد ہوتی ہیں۔ نفس کو اطمینان میں لے لیا جاتا ہے۔ پھر اس بندے کو روحانی اور فکر طیب کی غذا ملتی ہے۔ اس کے اندر پھر منفی اور تاریک سوچ نہیں آتی۔ وہ اللہ کی ہدایت میں سوچتا ہے۔ اس کے خیالات پاکیزہ ہوتے ہیں۔ وہ لوگوں کا ہمدرد ہوتا ہے اور پھر بندہ خلق خدا کیلئے جیتا ہے۔ روح مولا کیلئے جیتی ہے۔ پھر یہ کیفیت ہوتی ہے۔

امام عالی مقام حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کے دروازے پر سائل آ گیا اور آ کے کہا کہ میں 400 درہم کا مقروض ہوں۔ آپ میرا قرض اتار دیجئے۔ حضرت امام حسن مجتبیٰؑ نے 400 درہم دے کر اس کا قرض چکا دیا اور روتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ اہل بیت نے پوچھا! امام عالی مقام! آپ نے تو اس کے ساتھ بھلائی کی اور اس کا قرض ادا کردیا۔ 400 درہم دے کر اس کی مدد کی اور نیکی کی بات کی پھر روتے ہوئے کیوں آ گئے؟ فرمایا: اس لیے رو رہا ہوں کہ یہ میرا فرض تھا کہ میں جا کے اس کے حال کی خبر لیتا۔ میں نے اپنے فرض میں کوتاہی کی۔ اگر خبر لی ہوتی تو پھر اس کو سوال کرنے کی ذلت میں مبتلا نہ ہونا پڑتا۔ وہ سائل بن کر میرے دروازے پر نہ آتا۔ وہ جو مانگنے میرے دروازے پر آ رہا ہے۔ اس کا ذلت میں مبتلا ہونا مجھ پر شاق گزر رہا ہے۔

لوگو! پھر فکر اتنی پاکیزہ ہوجاتی ہے اور اتنی لطیف ہوجاتی ہے کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا اور وہ بندہ رشک ملائک ہوجاتا ہے۔ آؤ ہم اپنی اصلاح کیلئے اپنے باطن کی طرف متوجہ ہوں۔ اس مادی دنیا کو اندھیروں سے نکالنے کی فکر کریں۔ آج کی رات عہد کی رات ہے۔ ایک تبدیلی کا فیصلہ کرنے کی رات ہے۔ پھر آج کی رات جب بیت جائے گی اور ماہ رمضان کی ساعتیں چلی جائیں گی پھر ہم میں سے آئندہ سال نہ جانے کون موجود ہو اور کون نہ ہو؟

اس لئے آج فیصلہ کریں کہ ہم اس نفسانی وطن کو چھوڑ کر اس روحانی سفر کا وطن اختیار کریں اور اس راہ

پر چلیں۔ جس راہ پر اس رب کی محبت ملے یا رب کی قربت ملے یا رب کی رضا ملے اور بالآخر رب خود مل جائے اس کی ابتداء توبہ سے ہوتی ہے اور توبہ گناہوں سے بھی ہے۔ توبہ دنیا پرستی اور دنیا طلبی سے بھی ہے۔ توبہ اس مادی دنیا کی رغبت سے بھی ہے اور توبہ سابقہ زندگی سے بھی ہے۔ آؤ سب قسموں کی توبہ کریں۔ اپنے گناہوں سے معافی مانگیں پھر دنیا کی مادی اور نفسانی رغبتوں سے کنارہ کشی کا فیصلہ کریں۔ پھر روحانی وطن کی طرف چلنے کیلئے اللہ سے ہدایت مانگیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے حال پر کرم فرمائے اور ہمیں اس توبہ کی توفیق دے جو اس کے محبوبوں اور مقربوں نے کی۔ کیسے کی؟ اب اس کا حال سناتا ہوں۔

حرم کعبہ ہے۔ لوگ طواف میں مصروف ہیں۔ ہزارہا لوگ اللہ کے گھر کا طواف کر رہے ہیں۔ ایک جوان جس کے چہرے پر نقاب اور پردہ ہے۔ وہ مقام ملتزم پر کھڑا چہرے کو چھپائے کعبے کا غلاف پکڑ کر زار و قطار رو رہا ہے۔ اس کی آہیں بلند ہو رہی ہیں۔ اس کی چیخیں نکل رہی ہیں اور وہ رو رو کر اپنے مولا کو پکار کر کہہ رہا ہے کہ مولا اس زمین پر درختوں کے اتنے پتے نہیں نہیں ہوئے جتنے میرے گناہ ہیں۔ سمندر کے اتنے قطرے نہیں جتنے میرے گناہ ہیں۔

معاف کرنے والے مجھے معاف کردے۔ مولا! میرے گناہوں نے مجھے شرمندہ کردیا۔ میں اپنا چہرہ تجھے نہیں دکھا سکتا۔ مجھے معاف کردے۔ ایسی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ رونے والے کی آواز بلند ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ طواف کرنے والوں نے طواف کرنا چھوڑ دیا اور اس کے گرد جمع ہوگئے۔ اس میں کئی اہل اللہ بھی تھے۔ وہ سوچنے لگے کہ جوان اتنا گنہگار ہے؟ کہنے لگے: مولا! ہم سب کے طواف اور عبادتیں اور ان کے اجر بھی اس کو دے کر معاف کردے۔ لوگوں کو اپنے طواف اور عبادتیں بھول گئیں۔ مگر وہ جوان دھاڑے مار مار کر رو رہا ہے۔ جب لوگ برداشت نہ کرسکے۔ تو اہل اللہ میں سے ایک آگے بڑھا۔ اس نے چہرے کے نقاب کو پکڑ کر کہا کہ جوان! تجھے اللہ معاف کردے۔ ہم سے اب سنا نہیں جاتا۔ تیری گریہ و زاری برداشت نہیں ہوتی۔ تو چہرے سے نقاب پلٹ اور بتا تو سہی تو اتنا بڑا گنہگار روئے زمین پر ہے کون؟ آپ نے چہرے سے نقاب پلٹا تو وہ امام زین العابدین تھے جو ساجدین کے امام تھے۔ جو عابدین کے امام تھے۔ لوگ تڑپ کے زمین پر گر گئے کہ مولا! اگر امام زین العابدین کا یہ حال ہے تو ہمارے حال کا عالم کیا ہوگا؟

قسط دوم

# حضرت عمر فاروقؓ کی معاشی اصلاحات

مریم بشیر

## فاروقی اصلاحات اور پاکستان میں ٹیکسوں کا نظام

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ مگر اس کا نظام اسلامی نہیں، اس کو اسلامی ڈگر پر چلانے کے لئے جو بھی نظام ترتیب دیا جائے وہ مقاصد شریعہ کے مطابق ہو۔ دور فاروقی کی اصلاحات کی روشنی میں پاکستان میں ٹیکس کا نظام ان خطوط پر استوار ہونا چاہیے۔

۱۔ ٹیکس جمع کرنے والا عملہ ایماندار ہو۔

۲۔ عملہ معین مقدار میں ہو اتنا زیادہ نہ ہو کہ ٹیکسوں کی آمدنی کا بڑا حصہ ان کی تنخواہوں میں چلا جائے۔

۳۔ غیر ضروری اخراجات کو دفاتر میں کم کیا جائے۔ حقوق کی ادائیگی کے لئے کارکنوں کو سہولت مہیا کی جائے۔ رشوت خوری اور حرام مال کھانے کے مواقع کم ہوں۔ یہ سچ ہے کہ جب کارکنوں کی قومی سطح پر اصلاح ہوتی ہے تو چھوٹے کارکنوں کی اصلاح کے احوال خود بخود سامنے آتے ہیں۔ جب اس طرح کے اعمال پر کام کیا جائے گا تو پبلک کے لئے وہ سارا مال بچ جائے گا جس سے وہ اپنی ضروریات پوری کرسکیں گے اور نقصانات کے امکانات کم ہوں گے۔

۴۔ زکوۃ وعشر کی موجودگی میں اسلامی ریاست کے نظام میں دولت ٹیکس کا کوئی جواز نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ نظام زکوٰۃ کی درستگی کے لئے مختلف کام کئے جائیں اور نئی اصلاحات کے ساتھ اس کو نافذ کیا جائے۔ اگر صرف نظام زکوٰۃ وعشر ہی درست ہوجائے تو اسلامی دنیا میں باقی کسی ٹیکس کی ضرورت نہیں رہتی۔

۵۔ منصفانہ تبدیلی ٹیکس کے نظام میں لائی جائے۔ کوئی شخص ناجائز سرمایہ اکٹھا نہ کرسکے اور ہر شخص مکمل ٹیکس ادا کرسکے اور جو چیز اقتصادی تباہی کا ذریعہ بنتی ہے وہ یہ ہے کہ جب لوگوں پر ٹیکس واجب کردیا جاتا ہے تو اس وقت ٹیکس سے بچنے کے لئے مختلف لائحہ عمل اپنائے جاتے ہیں جس کی وجہ سے حکومتی خزانہ خالی رہتا ہے اس رویے کو ختم کیا جائے۔

۶۔ حکومتی کارکنوں کے ہاتھ میں ہی ٹیکس اور اقتصادی اموال نہیں ہونے چاہئیں۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے مختلف تنظیموں کے لوگوں کو بھی شریک کیا جائے تاکہ حکومت اقتصادی نظام کو اچھے طریقے سے چلا سکے اس سے یہ بھی فائدہ حاصل ہوگا کہ حکومت اور عوام کے درمیان یکساں اعتبار رہے گا اور اقتصادی مسائل کم ہوتے جائیں گے۔

۷۔ ٹیکس چوری اور ٹیکس چوری کرنے کے ناجائز ذرائع کا خاتمہ کیا جائے اس کے لئے عوام کو ذہنی طور پر تیار کیا جائے۔ پہلے اس پر حکومت خود عمل کرے گی تو عوام عمل کریں گے۔ کیونکہ قوم کی فلاح و بہبود اور شرعی مسائل پر ٹیکسز کو خرچ کیا جاتا ہے نہ کہ اسے سرکاری ضیافتوں، نام نہاد سرکاری رسومات، کھیل تماشے اور سرکاری افسران کے بنگلوں کی تعمیر پر اڑایا جائے۔

۸۔ کالج سکول اور فنی تعلیمی ادارے کھولے جائیں جہاں غریبوں کو مفت تعلیم دی جائے جیسا کہ 1990ء کی دہائی میں بھی ایسا کیا گیا اور اس کے نتائج مثبت آئے اور اس میں اضافہ کیا جائے اور افراد کو ٹیکس میں چھوٹ دی جائے۔

۹۔ جو ٹیکس حکومت عوام پر لگائے گی ان کی تعداد زیادہ نہ ہو ٹیکس تھوڑا ہو مگر اس سے منافع اتنا ہو جو حکومت کے فلاحی اور شرعی اخراجات و اختیارات پورے کر سکے۔

۱۰۔ حکومت اسراف و تبذیر سے بچے اور ملکی سرمایہ کو بچائے تاکہ طبقوں کی لڑائی کا معاشرے میں خاتمہ ہو سکے۔

۱۱۔ ٹیکس صلاحیت کی بناء پر لگایا جائے نہ کہ ٹیکس پیداوار پر لگایا جائے۔ اس کی شرح برابری پر ہو۔ انٹرمیڈیٹ یعنی ثانوی اشیاء پر ٹیکس نہ لگایا جائے۔ بنیادی ضروریات پر بھی ٹیکس نہ لگایا جائے۔ جو اشیاء وصول کی جائیں اور جو اشیاء بیچی جائیں ان کی درجہ بندی کی جائے یعنی مختلف اقسام کے مال پر ٹیکس کی مقدار مقرر کی جائے جس میں خام مال اور مصنوعات ہیں اور یہ مقرر شدہ ٹیکس درآمدات و برآمدات کنندگان اچھی طرح جانتے ہیں۔

۱۲۔ ملازم طبقہ جن کی تنخواہیں کم ہیں نقصان میں رہتا ہے کیونکہ اس طبقے کو براہ راست اور بالواسطہ ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ اس لئے لازمی ہے کہ ملازم اور غریب طبقے پر ٹیکس کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔ مشکل سے زندگی گزارنے والے غریب طبقات مختلف پیچیدگیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان کی تنخواہیں کم ہوتی ہیں جبکہ ٹیکسوں میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اگر ٹیکس لگانا ہے تو تنخواہوں میں بھی اس حساب سے اضافہ ہونا چاہئے۔

## حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں زرعی اصلاحات کا نفاذ

امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد حکومت میں ان کے دست راست تھے

اس لئے ان کی خدمات اسی دور سے شروع ہوگئی تھیں۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہیں حضرت ابوبکرؓ کی مصاحبت سے جو فیض ملا تھا اس کی وجہ سے رموز حکمرانی میں بڑے ماہر ہوگئے۔ ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رحلت کے بعد آپ خلیفہ مقرر ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اعلیٰ درجے کی سرگرمی اور بڑی دانشمندی سے آبپاشی اور زمینوں کو سیراب کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ سپہ سالاروں اور ملک کے افسران کے نام حکم نامے جاری کئے اور کہا کہ فتوحات سے اب ہاتھ اٹھاؤ اب تمہاری طرف یہ حکم صادر کیا جاتا ہے کہ پرامن آبادی میں کاشت کاری کی ترقی اور رفاہ عام کے اسباب جمع کئے جائیں اور رعایا کی توجہ سرسبزی کی طرف دلائی جائے۔ اس وقت داخلی طور پر حالات بڑے پرامن تھے اور دور دراز کے علاقوں میں اسلامی سلطنت کی یورش زوروں پر تھی۔ آپ نے ان مہمات سے واپس آتے ہی سب سے زیادہ اسی پر توجہ دی۔ عراق کا سرسبز و شاداب زمین کا ایک بڑا حصہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں سلطنت اسلامی کی حدود میں شامل ہو چکا تھا۔

## کاشت کاری کے لئے ترغیب

امیرالمومنین حضرت عمرؓ کاشت کاری کی اہمیت کے پیش نظر اپنے افراد کو اس کی ترغیب دیتے تھے۔ ایک بار حضرت عمرؓ نے قیدیوں کے متعلق ارشاد فرمایا: تحقیقات کر کے کاشتکار و زراعت پیشہ افراد کو سب سے پہلے رہا کرو اور یہ عام قیدیوں سے صرف کاشت کاروں کی فوری رہائی کا بندوبست اس لئے فرمایا جارہا ہے کہ ملک کی عوامی فلاح کا دارو مدار اجناس و غلہ کی عام پیداوار پر ہے۔ امام بخاری نے الادب المفرد میں ظبیان نامی شخص سے متعلق درج کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تم کو کس قدر وظیفہ ملتا ہے انہوں نے جواب دیا۔ اڑھائی ہزار درہم آپ نے فرمایا:

**یا ابا ظبیان اتخذ من الحرث.**

''اے ابوظبیان (وظیفہ پر بھروسہ کرنے کی بجائے) کاشت کاری کو اپنا لو''۔

## بنجر زمینوں کی آباد کاری

کئی سالوں سے جو زمینیں بے آباد اور بنجر تھیں انہیں آباد کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ اس سلسلے میں آپ کی تحریک بڑے موثر طریقہ سے شروع ہوئی۔ آپ نے اعلان کیا کہ زمانہ قدیم سے افتادہ چلی آنے والی زمینیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہیں پھر یہ ان کی جانب سے تمہارے لئے ہیں۔ پس جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ کیا وہ اس کی ہوگئی اور صرف احاطہ بندی کرنے والے کا تین سال بعد کوئی حق باقی نہ رہ جائے گا۔ جو تین سال تک کسی قبضہ میں لی گئی زمین کو کاشت نہیں کرے گا، وہ اس سے چھین لی جائے گی۔ جہاں جہاں رعایا گھر بار

چھوڑ کر نکل گئی تھی ان کے لئے یہ اشتہار دیا کہ وہ واپس آ کر انہیں زمینوں کو کاشت کریں۔ آپ نے حکومت کی طرف سے مفتوحہ علاقوں میں نہریں کھدوائیں، بند باندھے اور پانی کو تقسیم کرنے اور نہروں کے نکالنے کے انتظام کے لئے باقاعدہ محکمہ آبپاشی قائم کیا۔

علامہ مقریزی نے لکھا ہے کہ صرف مصر میں ایک لاکھ بیس ہزار مزدور روزانہ آبپاشی کے اس کام میں لگے رہتے۔ یہ تمام مصارف بیت المال سے ادا کئے جاتے تھے۔ نورستان اور اہواز کے اضلاع میں جز بن معافیہ نے آپ کی اجازت سے بہت نہریں کھدوائیں جن سے بہت سی افتادہ زمینیں آباد ہوئیں۔

## بے آباد زمینوں کو کاشتکاروں میں تقسیم کرنا

اسلام میں چونکہ زمین کا آباد ہونا اصل مقصد ہے۔ اس حوالے سے حضرت عمرؓ نے خصوصی توجہ فرمائی۔ جب بعض غریب کاشتکاروں نے بے آباد زمینوں کو آباد کیا۔ تو ان زمینوں کے اصل مالکان حضرت عمرؓ کے پاس نالش کے لئے آگئے تو اس پر آپؓ نے فرمایا:

’’تم لوگوں نے اب تک اپنی زمینوں کو غیر آباد چھوڑے رکھا۔ اب ان لوگوں نے جب اس کو آباد کرلیا ہے تو تم ان کو ہٹانا چاہتے ہو۔ مجھے اگر اس امر کا احترام پیش نظر نہ ہوتا کہ تم سب کو حضور ﷺ نے جاگیریں عنایت کی تھیں تو تم کو کچھ نہ دلاتا۔ اب میرا فیصلہ یہ ہے کہ اس کی آبادکاری کا معاوضہ اگر تم دے دو گے تو زمین تمہارے حوالے ہوجائے گی اور اگر ایسا نہ کرسکے تو زمین کے غیر آباد کی حالت کی قیمت دے کر وہ لوگ اس کے مالک بن جائیں گے‘‘۔

اور ان لوگوں کو مزید فرمایا:

**وان شئتم ردوا عليكم ثمن اديم الارض هى لهم.**

’’اگر تم چاہتے ہو کہ وہ تم کو زمین کی قیمت لوٹادیں تو وہ (زمین) ان کی ہوگی‘‘۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے عام حکم دیا کہ جس شخص نے تین برس کسی زمین کو بے آباد رکھا تو جو شخص بھی اس کے بعد اس کو آباد کرے گا اس کی ملکیت تسلیم کرلی جائے گی۔

اس حکم کا خاطر خواہ اثر ہوا اور بکثرت بیکار زمین ومقبوضہ زمینیں آباد ہوگئیں۔ امام ماوردی احکام السلطانیہ میں لکھتے ہیں کہ قبیلہ مزینہ کے لوگوں کی جاگیریں یونہی پڑی تھیں۔ جس کی شکایت لوگوں نے حضرت عمرؓ سے کی آپ نے فرمایا:

’’جو شخص تین برس تک اپنی زمین یونہی چھوڑے رکھے اور دوسرا کوئی شخص آباد کرلے تو یہ دوسرا ہی اس

زمین کا حق دار ہوجائے گا‘‘۔

## کاشت کار کو بیت المال سے معاوضہ کی ادائیگی

فوج کا کام ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے مگر دوران سفر فوج کو اس بات کی قطعاً اجازت نہیں کہ اس کی وجہ سے لوگوں کو نقصان پہنچے جیسا کہ حضرت عمرؓ کے دور میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ

**اتی عمرؓ رجل فقال: یا امیرالمومنین زرعت زرعا فمر به جیش من اهل الشام فافسدوه. قال: فعوضة عشرة الاف.**

’’ایک کاشتکار حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اے امیرالمومنین میں نے کھیتی بوئی تھی۔ شام والوں کا ایک لشکر وہاں سے گزرا اور اس نے کھیتی کو پامال کردیا۔ راوی کہتا ہے کہ اس پر حضرت عمرؓ نے بیت المال سے دس ہزار درہم بطور معاوضہ دلوائے‘‘۔

حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں عراق، شام اور مصر کی فتوحات کے بعد زرعی اصلاحات کیں۔ کوئی بھی ذی شعور زراعت کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کرسکتا۔ تمام اقوام کی تاریخ میں یہ حقیقت مشترک ہے کہ کوئی بھی ملک زراعت کو ترقی دیئے بغیر ترقی اور خوشحالی کی منازل کو نہیں چھو سکتا۔ اسی طرح کسی بھی ملک میں زراعت اور کاشتکار ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہوتے ہیں۔ زراعت سے صنعت وتجارت کو خام مال دستیاب ہوتا ہے۔ اس طرح صنعت وتجارت کی ترقی کے لئے بھی زراعت بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔

شاہ ولی اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب حجۃ اللہ البالغۃ میں لکھتے ہیں:

**فانهم ان کان اکثرهم مکتبین بالضاعات والسیاسیة البلدة والقلیل منهم مکتبین بالرعی والزراعة فسد حالهم فی الدنیا.**

’’اگر کسی شہر کے باشندے کثرت کے ساتھ صنعتوں اور ملکی سیاست میں مشغول ہوجائیں اور ان میں سے بہت تھوڑے لوگ مویشی چرانے اور زراعت کے پیشہ سے منسلک ہوں تو دنیا میں ان کی حالت خراب ہوجائے گی‘‘۔

مذکورہ بالا اہمیت زراعت کو مدنظر رکھتے ہوئے اکثر فقہاء نے حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور عمل مبارک کے تحت زراعت کے پیشے کو فرض کفایہ کا درجہ دیا ہے مثلاً عبدالرحمٰن الجزیری لکھتے ہیں:

**اما الزرع فی ذاته سواء کان مشارکة اولا فهو فرض کفایة لاحتیاج الانسان والحیوان الیه.**

’’جہاں تک زراعت کا تعلق ہے خواہ یہ شرکت سے وجود میں آئے یا بغیر شرکت کے اپنی ذات میں فرض کفایہ کا درجہ رکھتی ہے کیونکہ انسان اور حیوان سبھی اس کے محتاج ہیں‘‘۔

## مفتوحہ زمینیں اور مجاہدین

دور فاروقی میں مفتوحہ زمینوں سے متعلق حضرت عمرؓ نے زمین کی تقسیم سے اختلاف کیا اور فرمایا پھر ان مسلمانوں کا کیا بنے گا؟ جو بعد میں آئیں گے اور دیکھیں گے کہ زمینیں اور ان کے کاشت کار فاتحین میں تقسیم کردیئے گئے اور آبائی وراثت کے حقوق نے دوسروں کو ان سے ہمیشہ کے لئے محروم کردیا ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے یہ فرمایا یہ کوئی رائے نہیں ہے۔ یہ زمینیں اللہ نے ان فاتحین کو فتح کی صورت میں دی ہیں اور صحیح بات بھی یہی ہے غیر مسلم کاشت کاروں کو کسی بھی صورت میں نہیں دی جاسکتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں جواب دیا کہ یہ بات جو تم کہہ رہے ہو میری رائے اس کے حق میں نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

**واللہ یا مفتح بعدی بلد فیکون فیه کبیر نیل، بل عسی ان یکون کلا علی المسلمین، فاذا قسمت ارض العراق بعلوجها، دارالشام یعلو جها فاذا تسد به الثغور وما یکون للذریة والارامل بهذا البلد وبغیره من ارض الشام والعراق.**

’’واللہ میرے بعد ایسا کوئی شہر فتح نہ ہوگا۔ جس سے اتنا بڑا نفع حاصل ہو بلکہ ہوسکتا ہے کہ وہ الٹا مسلمانوں پر بوجھ بن جائیں۔ پس اگر عراق و شام کی زمینیں اور ان کے کاشت کار فاتحین میں تقسیم کردی جائے تو (اسلامی ریاست کی) سرحدوں کی حفاظت کیسے ہوگی اور عراق و شام کے شہروں کی بیواؤں اور یتیموں کی کفالت کیوں کر کی جاسکے گی‘‘۔

حضرت عمرؓ نے مہاجرین اولین کو جمع کیا اور ان میں اختلاف رائے پیدا ہوگیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اپنی اسی بات پر ڈٹے رہے کہ فاتحین کے حقوق ان میں تقسیم کردیئے جائیں اور حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ اور حضرت طلحہؓ فاروق اعظمؓ کے ہم خیال ہوگئے۔ اب حضرت عمرؓ نے انصار کے دس سمجھ دار اشراف کو بلوایا۔ جن میں پانچ قبیلہ اوس کے اور پانچ قبیلہ خزرج کے تھے۔ ان میں سے کہا میں نے آپ حضرات کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ آپ اس امانت کی ادائیگی میں میری مدد کریں جو میں نے آپ ہی لوگوں کو صلاح و فلاح کے لئے اپنے ذمے رکھی ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ان لوگوں کی بات آپ نے سن لی ہے جو سمجھتے ہیں کہ میں ان کے حقوق پر دست اندازی کررہا ہوں حالانکہ میں ظلم کی راہ اختیار کرنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

حضرت عمرؓ نے اپنی بصیرت اور دور اندیشی کے پیش نظر ان سے فرمایا:

’’زمینوں کے متعلق میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ وہ عجمی کاشت کاروں ہی کے پاس رہنے دوں اور ان پر لگان عائد کردوں۔ جزیہ وہ پہلے ہی سے دیتے ہیں۔ اس طرح یہ دونوں محاصل مسلمانوں کے لئے جن میں

مجاہدین، عیال و اطفال اور آئندہ کی نسلیں شامل ہیں۔ فے ہوجائیں گے دیکھو! یہ سرحدیں ہیں جن پر حفاظتی چوکیاں قائم کرنی ناگزیر ہیں۔ یہ بڑے بڑے شہر جن کی نگرانی فوجی چھاؤنیوں کے بغیر ناممکن ہے اور ان دونوں چیزوں کے لئے روپے کا ہونا اشد ضروری ہے۔ پھر ان محافظین کو تنخواہیں کہاں سے دی جائیں گی۔ اگر زمینیں اور ان کے بونے اور جوتنے والے (غلام بنا کر) مسلمانوں میں تقسیم کردیئے گئے؟''۔

حضرت عمرؓ اور فاتحین مجاہدین کے درمیان جو اپنے آپ کو عراق کی زمینوں کا حق دار سمجھتے تھے۔ بات اتنی شدت اختیار کرگئی تھی کہ انہوں نے امیرالمومنین پر ظلم کی تہمت تک لگادی تھی۔ اس کے باوجود بھی فاروق اعظمؓ اپنی رائے سے نہ ہٹے۔ چنانچہ ان سب نے یک زبان ہوکر کہا:

''آپ کی رائے اور مستقبل کے پیش نظر جو کچھ آپ نے سوچا اور فرمایا وہ درست ہے، ہم اسے تسلیم کرتے ہیں واقعی اگر ان سرحدوں اور ان شہروں میں حفاظتی چوکیاں اور فوجی چھاؤنیاں قائم نہ کی گئیں اور محافظین کی گزر بسر کے لئے ان کے روزینے مقرر نہ کئے گئے تو کفار دوبارہ اپنے شہروں پر قبضہ لیں گے''۔

## سرکاری زمینوں سے متعلق احکامات

ایران کی فتح کے بعد شاہ ایران کی زمینوں سے متعلق روایت ہے کہ مسلمانوں نے حضرت عمرؓ سے کسریٰ کی سرکاری زمینوں کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عمر فاروقؓ نے انہیں یہ تحریر کیا کہ وہ خالص سرکاری زمینیں جو اللہ نے تمہیں عطا کی ہیں ان میں سے چار حصے فوج میں تقسیم کردو اور اس کا پانچواں حصہ میرے پاس رہے گا اور اگر وہ وہاں سکونت اختیار کرنا چاہیں تو جو وہاں قیام کرے گا اسی کی زمین ہوگی۔ جب مسلمانوں کو اس بات کا اختیار دیا گیا تو ان کی یہ رائے ہوئی کہ وہ بلادِعجم میں منتشر ہوکر نہ رہ جائیں لہذا انہوں نے اسے انہی کے لئے برقرار رکھا وہ جس پر رضا مند ہوتے تھے اس کو حاکم بناتے تھے پھر ہر سال اس کی پیداوار تقسیم کرلیتے تھے وہ اس کو حاکم بناتے تھے جس پر وہ خوشی اور رضا مندی سے متفق ہوتے تھے۔ ان کی یہ حالت مدائن میں رہی اور جب وہ کوفہ کی طرف منتقل ہوئے تو اس وقت بھی ان کا یہی طریقہ رہا''۔

**عن عبداللہ بن ابی طیبة قال کتب عمرؓ ان احتازو فئیکم ان لم تفعلوا فتقادم الامر بالحج وقد قضیت الذی علی اللھم انی اشھدک علیھم فاشھد.**

''عبداللہ بن ابی طیبہ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ تحریر فرمایا: تم اپنا مال غنیمت حاصل کرلو کیونکہ اگر تم نے اس پر قبضہ نہیں کیا اور دیر ہوگئی تو معاملہ خراب ہوجائے گا میں نے اپنے فرائض ادا کردیئے ہیں۔ اے اللہ! تو اس بات پر گواہ ہے''۔

# 14 اگست 1947ء۔۔ یوم پاکستان اور آج کا پاکستان

﴿ہانیہ ملک﴾

پاکستان 14 اگست 1947ء کو معرض وجود میں آیا۔ پاکستان کا وجود میں آنا ایک اتفاق نہیں تھا بلکہ یہ قدرت کا انتخاب تھا۔ اس عظیم ریاست کو وجود میں لانے کے لیے سال کا سب سے بہترین مہینہ اور راتوں میں سب سے بہترین رات کو منتخب کیا گیا اور وہ رات رمضان المبارک کی ستائیسوں رات تھی کیسے نہ یہ انتخاب ہوتا کہ دنیا میں دو ہی تو ریاستیں ایسی تھیں جو کلمہ کے نام پر حاصل کی گئی ایک مدینہ پاک کی ریاست اور ایک ریاست پاکستان ۔کلمہ کے نام پر حاصل کیا گیا ۔ یہ خطہ اپنے پیچھے بے شمار قربانیوں اور انتھک جدوجہد کی پوری ایک داستان رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسا انقلاب تھا جس کی جدوجہد 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد ہی شروع ہو چکی تھی ۔یہ ایک مجموعی جدوجہد تھی جو قائد اعظم محمد علی جناح کی سربراہی میں لڑی گئی جس میں اس دور کے روحانی خانوادے اور دینی قائدین بھی شامل تھے وہاں خواتین نے بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ بیشمار قربانیوں کے بعد حاصل ہونے والا یہ ملک کسی بھی پہلو سے علامہ اقبال اور قائداعظم کے خوابوں تعبیر نظر نہیں آتا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سرمایہ داروں اور لٹیروں نے اس ملک کی عوام کو دو قسم کے طبقات میں تقسیم کر کے رکھ دیا ہے۔ایک طرف وہ طاقتور طبقہ ہے جس کے پاس سیاست،اقتدار،دولت،اور طاقت بے انتہا ہے۔

یہاں سب کچھ طاقتور کے پاس ہے سیاست بھی طاقتور کے پاس ہے،جمہوریت بھی طاقتور کے پاس ہے،قانون بھی طاقتور کے پاس ہے اور عدالت بھی طاقتور کے پاس ہے۔عزت بھی طاقتور کے پاس ہے،خوشحالی بھی طاقتور کے پاس ہے،راحت و آرام اور چین وسکون بھی طاقتور کے پاس ہے، سیکورٹی بھی طاقتور کے پاس ،الیکشن بھی طاقتور کے پاس اور اقتدار بھی طاقتور کے پاس ہے اور ایوان بھی طاقتور کے پاس۔ اور طاقتور طبقہ اس ملک میں سرمایہ داروں ،وڈیروں اور حکمرانوں کا ہے۔

اور دوسری طرف وہ طبقہ ہے جو اس ملک کے غریبوں ،مقہوروں اور مظلوموں اور ناداروں کا ہے جو کم و بیش 18 کروڑ عوام پر مشتمل ہے۔جو فقر وفاقہ ،غربت و مہنگائی ،خودسوزی وخودکشی،عزت فروشی، مایوسی ومحرومی اور بیروزگاری کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں۔

ملک کے تمام ادارے اس طاقتور مافیا کے قبضہ میں ہیں۔عدالتیں اور ملکی سلامتی کے ادارے ان کے

گھر کی لونڈی بن چکے ہیں۔ جس ملک کی عدالتیں آزادانہ انصاف نہ کرسکیں اس معاشرے کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ وطن عزیز میں دن دیہاڑے چودہ بے گناہ لوگوں کو ماڈل ٹاون میں شہید کیا جائے اور 100 سے زیادہ لوگوں کو گولیوں سے چھلنی کردیا جائے جہاں قصور میں معصوم بچوں کو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنایا جائے۔ غیرت کے نام پر خواتین کا قتل عام ہو رہا ہو مگر پھر بھی عدالتیں خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہو۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے وطن کو اس طاقتور طبقہ نے اس جگہ پر پہنچا دیا ہے جہاں ایک وقت کی روٹی تو مہنگی ہے مگر انسانیت کا خون سستا ہے۔ دہشتگردی، ظلم و جبر، اور حقوق کی عدم دستیابی کو اس ظالم طبقہ نے جمہوریت کا نام دے رکھا ہے۔ ان سارے حالات کی وجہ صرف اور صرف ہمارا موجودہ انتخابی نظام ہے۔ ہم نے عوام کو حکمرانی دینے کی بجائے اشرافیہ اور طاقتور طبقات کو حکمران بنا دیا۔ یاد رکھ لیں جب جاگیردار، سرمایہ دار، صنعت کار، بڑا تاجر اور مالدار طاقتور طبقے سیاسی لیڈر بن کر حکمران بن جائیں تو کسی اور کے لئے کچھ نہیں بچے گا۔

پہلے زمانے میں فلاسفر کہا کرتے تھے کہ یا حکومت کرو یا تجارت کرو۔ جب صنعت کار، تاجر، جاگیردار حکمران بھی بن جاتا ہے تو وہ اپنے مفاد کے لئے جو کچھ چاہے بدل دے۔ جب وہ حکومت و اقتدار اور اختیار کے بل بوتے پر دولت کو بڑھاتا چلا جاتا ہے تو دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں جمع ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً کروڑوں محروم لوگ غربت کی زندگی میں جل جل کر مر جاتے ہیں۔

قائداعظم کا وعدہ تھا کہ ایسی ریاست بنائیں گے جس میں عوام کی حکومت ہوگی جس میں عوام طاقتور ہوں گے۔ افسوس ہم نے وطن عزیز کو طاقتور اور اشرافیہ کی اسٹیٹ بنا دیا اور خود غلام بن کے رہ گئے۔ ہمارے پاس ایک مکمل آئین 1973ء کے آئین کی شکل میں موجود ہے۔ پاکستانی قوم ایک باصلاحیت قوم ہے۔ سرزمین پاکستان قدرتی خزانوں اور صلاحیتوں سے مالامال ہے۔ مگر کرپٹ اور خائن قیادتیں جو اس ملک کے فرسودہ نظام کو نہ صرف سپورٹ کرتی ہیں بلکہ اس نظام کو جمہوریت کا نام دیتے ہوئے اس کی حفاظت کے لئے بھی کمربستہ ہیں۔

اس نظام کے تحت غریب اور مظلوم اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہیں اور پڑھا لکھا طبقہ ڈاکٹر، انجینئر، سائنٹسٹ، ٹیکنالوجسٹ ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں اور پلٹ کر واپس آنے کا نام نہیں لیتے۔ لوگ اپنے ہی ملک میں سرمایہ کاری کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ پاکستان دہشت گردی کے اعتبار سے انٹرنیشنل انڈیکس میں دوسرے بڑے خطرناک ملک کے طور پر شامل ہو چکا ہے۔ اس نظام کو سمندر برد کرنا ہوگا کہ جس کے تحت ملکی سا لمیت بھی خطرے میں ہے۔ ملک میں کرپشن کا بازار گرم ہے حکمران آف شور کمپنیوں کی شکل میں ملکی دولت باہر کے ممالک

میں منتقل کر کے بیرون ملک کھربوں کی جائیدادیں بنا رہے ہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ پاکستان میں کبھی جمہوریت آئی ہی نہیں بلکہ جمہوریت کے نام پر یہاں سیاسی آمریت ہی پلتی رہی۔ اور نہ ہی موجودہ نظام کے تحت پلنے والا یہ معاشرہ اسلامی معاشرہ کہلانے کا حقدار ہے۔ جس سوسائٹی میں ایسی تقسیم ہو جائے کہ ایک طرف لوگ کھربوں کے مالک ہو جائیں اور ان کی دولت کا کوئی شمار نہ رہے۔اور ان کے کتے ،گھوڑے ، خچر اور اونٹ بھی لاکھوں انسانوں کے اخراجات پر پل رہے ہوں جبکہ دوسری طرف غریب کے بچے کو روزگار نہ ملے ،علاج کی سہولت نہ ملے۔ نوجوان روزگار نہ ملنے کی وجہ سے خودکشیاں کر لیں وہ معاشرہ اسلامی معاشرہ نہیں کہلاتا۔کیا قائداعظم نے پاکستان اس لئے بنایا تھا۔موجودہ پاکستان کو دیکھ کر ان کی روح تڑپتی ہوگی۔

تقدیر نے کیا اس لئے چنوائے تھے تنکے　　　　　کہ بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

قائد اعظم نے جو نشیمن بنا کے دیا تھا ہم اس نشیمن کو آگ لگا رہے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوگا کیونکہ پاکستان بنا تھا اللہ کی مدد سے اور انشاء اللہ اسے قائم رہنا ہے وہ وقت دور نہیں کہ اس ظالمانہ اور فرسودہ نظام کا خاتمہ ہو گا اور اس نظام کے سپورٹر اپنے عبرت ناک انجام تک جلد پہنچیں گے ۔مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمیں سیاست نہیں ریاست کو بچانے کے لئے اپنا فرض ادا کرنا ہو گا۔

میں یہ یقین کے ساتھ کہتی ہوں کہ موجودہ دور میں جہاں ہر سیاسی پارٹی اپنی سیاست کو بچانے میں سرگرم نظر آتی ہے وہاں واحد جماعت ''پاکستان عوامی تحریک'' ہے جو ریاست کو بچانے کی بات کرتی ہے۔ جس کا مقصد اس فرسودہ ظالمانہ نظام کا خاتمہ ہے۔

ڈاکٹر محمد طاہر القادری دلیل اور برہان کی طاقت سے بے زبانوں کو زبان دینے کا فریضہ ادا کر رہے ہیں اور عام آدمی کے حقوق کی جنگ بھی لڑ رہے ہیں۔ وہ وقت دور نہیں جب ان کی کوششیں رنگ لائیں گی اور ملک میں انقلاب آئے گا۔

یہ قافلہ اب رکنے اور تھمنے والا نہیں۔ گو کہ اس قافلے پر سٹیٹس کو کی حامی قوتیں چاروں اطراف سے حملہ آور ہو رہی ہیں مگر یہ قوتیں اس طاقت کے آگے ٹوٹیں گی جس کا مقصد اس ریاست پاکستان کو بچانا ہے اور اسے صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنانا ہے۔

ان شاء اللہ اسلام کے نام پر حاصل ہونے والا یہ ملک قائم و دائم رہے گا اور اس ظالمانہ نظام کا چھاٹک ٹوٹے گا اور قائد اعظم کا خواب پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔

# قیام پاکستان کا مقصد اور قائد اعظمؒ

محمد احمد طاہر

مملکت خداداد پاکستان دنیا کا عظیم اسلامی ملک ہے۔ یہی دنیائے اسلام کا واحد ایٹمی پاور ہے جو ایک نظریہ کے تحت وجود میں آیا۔ اگست کا مہینہ آزادی پاکستان کا مہینہ ہے۔ اسی مہینے کی چودہ اور پندرہ تاریخ کی درمیانی شب قیام پاکستان کا اعلان ہوا اور دنیا کے نقشے پر ایک نئے اسلامی ملک کا اضافہ ہوا۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پاکستان دوقومی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا۔ اس موقع پر پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کا مقدس اور مقبول نعرہ مسلمانوں کا شعار بن چکا تھا۔ حضرت قائداعظمؒ نے اپنے خطابات میں جابجا اسی دوقومی نظریئے اورنظریہ پاکستان کا پرچار کیا۔

چنانچہ آپؒ نے 8مارچ 1944ء کومسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

پاکستان تو اسی دن وجود میں آ گیا تھا، جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا، مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے، وطن اور نسل نہیں۔۔۔ آپ نے غور فرمایا کہ پاکستان کے مطالبے کا مقصد کیا تھا؟۔۔۔ مسلمانوں کے لیے ایک جداگانہ مملکت کی وجہ جواز کیا تھی؟۔۔۔ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں پیش آئی؟۔۔۔ اس کی وجہ ہندوؤں کی تنگ نظری یا انگریز کی چال نہیں، اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا۔

1945ء کو گاندھی کے نام ایک خط میں حضرت قائداعظمؒ نے نظریہ پاکستان کی وضاحت یوں کی:

ہندو اور مسلمان ہر چیز میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ہمارا مذہب، تہذیب و ثقافت، تاریخ، زبان، طرز تعمیر، موسیقی، قانون، اصول قانون، کھانے پینے کے انداز، معاشرت کے طریقے، لباس غرض کہ ہر چیز ہندوؤں سے مختلف ہے، صرف ووٹ ڈالنے کی صندوقچی میں دونوں اکٹھے نہیں ہوسکتے۔

اسی طرح آپؒ نے 23 مارچ 1940ء کے تاریخی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اسلام اور ہندو دھرم محض مذاہب نہیں، درحقیقت مختلف معاشرتی نظام ہیں۔ چنانچہ اس خواہش کو خواب

وخیال ہی کہنا چاہئے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کرسکیں گے۔ یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، نہ ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں۔ میں واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ وہ دومختلف تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں اور ان تہذیبوں کی بنیاد ایسے تصورات اور حقائق پر رکھی گئی ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں اور باہم متصادم ہیں۔

حضرت قائداعظمؒ پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانا چاہتے تھے۔آج کچھ لوگ مغالطہ آفرینی سے یہ تاثر دینے کی کوشش کررہے ہیں کہ قائداعظمؒ پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے تھے، حالانکہ بانی پاکستان اسلام سے حقیقی وابستی رکھنے والے صاف، جرات منداور راست فکر رہنما تھے۔

چنانچہ آپؒ نے ایک موقع پر فرمایا:

ہم پاکستان کا مطالبہ صرف ایک خطہ زمین حاصل کرنے کے لئے نہیں کررہے بلکہ ہم اسے اسلامی نظام حیات کی ایک لیبارٹری کے طور پر استعمال کرکے دنیا والوں کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ دور جدید میں بھی اسلام ہی ہمارے تمام مسائل کا واحدحل اور ہماری ترقی کا ضامن ہے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا:

میں مطمئن ہوں کہ قرآن وسنت کے زندہ و جاوید قانون پر مبنی ریاست (پاکستان) دنیا کی بہترین اور مثالی سلطنت ہوگی۔ یہ اسلامی ریاست اسی طرح سوشلزم، کمیونزم، مارکسزم، کیپیٹل ازم کا قبرستان بن جائے گی، جس طرح سرور کائنات ﷺ کا مدینہ اس وقت کے تمام نظام ہائے فرسودہ کا گورستان بنا۔۔۔ پاکستان میں اگر کسی نے روٹی کے نام پر اسلام کے خلاف کام کرنا چاہا یا اسلام کی آڑ میں کیپیٹل ازم، سوشلزم، کمیونزم، یا مارکسزم کے لئے راہ ہموار کرنے کی کوشش کی تو پاکستان کی غیور عوام اسے کبھی برداشت نہیں کرے گی۔

15 نومبر 1942ء کو آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس میں قائداعظمؒ نے ایک ایسا بصیرت افروز اور چشم کشا خطاب کیا کہ جس کی روشنی سے آج بھی تاریخ پاکستان منور ہے، آپ نے فرمایا:

مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرز حکومت کیا ہوگا؟ پاکستان کے طرز حکومت کا تعین کرنے والا میں کون ہوتا ہوں۔ مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے 13 سو سال قبل قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کردیا تھا۔ الحمدللہ قرآن مجید ہماری دینی رہنمائی کے لئے موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔

یہ وہ پاکستان تھا جو علامہ اقبال اور قائداعظم چاہتے تھے۔مگر بدقسمتی سے آج کا پاکستان اقبال و قائد

کے تصور پاکستان سے بہت مختلف ہے۔ آج ہمارے ملک کی 20 کروڑ آبادی مختلف مذہبی، اخلاقی، سیاسی، گروہی، نسلی اور معاشی گروہوں میں بٹ چکی ہے۔ 1947ء سے قبل مسلمان ہندو بنیے کا غلام تھا، آج ہر پاکستانی آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کا اس حد تک غلام ہے کہ ہر پاکستانی ایک لاکھ روپے تک کا مقروض ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ بجلی، پانی، تیل، گیس کے ساتھ ساتھ اشیائے خوردونوش کی قیمتوں کا تعین بھی آئی ایم ایف کرتا ہے۔ افسوس آج ہم ایک قوم بھی نہ رہے، ہم ایک ہجوم کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ مختلف سوچوں اور فکروں میں بٹ چکے ہیں۔

شاید فیضؔ احمد فیضؔ نے بھی انہی حالات کے پیش نظر کہا تھا:

؎ میرے وطن تیری گلیوں میں اندھیرا کیوں ہے
دن بھیانک ہیں، بہت دور سویرا کیوں ہے
جس نے معصوم لہو گلیوں میں گرایا ہے
جس نے اس دیس کی ماؤں کو رلایا ہے
زمین پاک کی حرمت کو بچانے کے لئے
سن لو ظالم تمہیں انجام دکھانے کے لئے
دیکھ ماں اب تیرے دلیر چلے آتے ہیں
سر پہ باندھے ہیں کفن شیر چلے آتے ہیں

اور حبیب جالبؔ نے کہا تھا:

؎ اس دیس میں لگتا ہے عدالت نہیں ہوتی
جس دیس میں انسان کی حفاظت نہیں ہوتی
مخلوق خدا جب کسی مشکل میں ہو پھنسی
سجدے میں پڑے رہنا عبادت نہیں ہوتی
ہر شخص سر پہ کفن باندھ کے نکلے
حق کے لئے لڑنا تو بغاوت نہیں ہوتی

اے پاکستانی قوم! اگر ہم اس بھنور اور بحران سے نکلنا چاہتے ہیں تو آئیے اس یوم آزادی کے موقع

تجدید عہد کریں کہ ہم باہم متحد ہوکر اس اپنے پیارے وطن عزیز کو قائداعظمؒ کا حقیقی پاکستان بنانے کی حتی المقدور کوشش کریں گے۔ چنانچہ آپؒ نے 14 فروری 1947ء کو سبی کے قبائلی دربار سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوۂ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لئے بنایا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی اصولوں اور تصورات پر رکھیں۔

پاکستان میں اگر اسلام صحیح معنی میں مکمل طور پر نافذ ہوجائے تو اس میں صرف پاکستان کے مسلمانوں کا ہی بھلا نہیں بلکہ دنیائے انسانیت کی بھی بھلائی ہے۔ اسلام نہ صرف رسم و رواج، روایات اور روحانی نظریات کا مجموعہ ہے، بلکہ اسلام ہر مسلمان کے لئے ایک ضابطہ بھی ہے جو اس کی حیات اور اس کے رویہ بلکہ اس کی سیاست و اقتصادیات وغیرہ پر محیط ہے۔

؎ اٹھو لوگو! بغاوت سے قیامت اب بپا کردو
تمہیں خاموش رہنے کی یہ عادت مار ڈالے گی
سیاست گر بچانی ہے، سیاست چھین لو ان سے
وگرنہ اس ریاست کو سیاست مار ڈالے گی

آخر پر اس دعا پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

؎ خدا کرے میری ارضِ پاک پر اترے
وہ فصلِ گُل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے صدیوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
یہاں جو سبزہ اگے وہ ہمیشہ سبز رہے
اور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو
خدا کرے کہ نہ خم ہو سرِ وقارِ وطن
اور اس کے حسن کو تشویش مدو سال نہ ہو

آخری قسط

# دل کی پاکیزگی اصل طہارت ہے

ڈاکٹر ابوالحسن الازہری

اب ہم دلوں کی قساوت اور دلوں کی غفلت کے بعد بندوں کے دلوں میں آنے والی نافرمانی اور معصیت کو اجمال کے ساتھ ذکر کرتے ہیں:

## دل اور رغبت گناہ

کچھ دل ایسے ہوتے ہیں جو ہمیشہ گناہ کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ وہ دل گناہ کو سوچتے ہیں اور گناہ میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ گناہوں سے اس قدر آلودہ ہوتے ہیں کہ قلب اثم بن جاتے ہیں۔قرآن اس کا ذکر سورہ بقرہ میں کرتا ہے:

فَاِنَّـهٗ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ. (البقرہ، ۲: ۲۸۳) ’’تو یقیناً اس کا دل گنہگار ہے‘‘۔

اور کچھ وہ دل ہیں جن کا کام غفلت میں پڑنا ہے، وہ غفلت شعار ہوتے ہیں۔ وہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں، وہ اپنی ذمہ داریوں سے جان چھڑاتے ہیں، وہ سست روی کو اختیار کرتے ہیں، ایسے دل اطاعت شناس نہیں ہوتے، ایسے دل عبادت سے دور ہوتے ہیں، ان دلوں پر غفلت کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ دل نفس پرست اور خواہش پرست ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ ۔ (الکھف،۱۸،۲۸)

’’اور تو اس شخص کی اطاعت بھی نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے‘‘۔

جب دل غافل ہوتا ہے تو یہ بندے کو مولا سے دور کرتا ہے اور بندہ رب کی یاد سے محروم ہوجاتا ہے اور اس کی عبادت سے لاتعلق ہوجاتا ہے۔غفلت ایک پردہ اور حجاب ہے۔ جب غفلت کے پردے انسان پر دراز ہوتے ہیں تو انسان اس ذات کو بھلا دیتا ہے جس کے احسانات اس کی زندگی کے ایک ایک پل میں بے حساب ہیں، وہ ذات جس نے انسان خلق کیا ہے اور وہ جس نے انسان کو بہترین خلق دیا ہے اور جس نے انسان کو احسن تقویم کی صورت عطا کی ہے اور ’’ولقد کرمنا بنی آدم‘‘ کا اعزاز بخشا ہے اور وہ ذات جو انسان کے وجود میں

ہر نعمت کا حوالہ ہے بلکہ انسان کے وجود میں ہر نعمت اس کی رحمت کا پرتو ہے اور وہ رب جو انسان کے لئے، ''اقرب الیہ من حبل الورید'' کی قربت اور تعلق والا ہے، جسے بھولا یا نہیں جا سکتا ہے، جس سے لاتعلق نہیں ہوا جا سکتا، جس سے انسان کا ربط ٹوٹ نہیں سکتا، جو انسان کی زندگی کے ہر دم میں دم بدم ہے، جو انسان کے ہر قول صدق میں، ''ومن احسن من اللہ قیلا'' کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اب ایسی ذات کو، انسان بھلانا بھی چاہے تو نہیں بھلا سکتا، لیکن سوال یہ ہے کہ انسان پھر بھی تو اپنے رب کو بھول رہا ہے، اپنے رب کی عبادت سے دور ہے۔ اس کے حضور سجدہ ریزی سے محروم ہے، اس کا جسم ہر جگہ ناچتا، کودتا ہے مگر رب کی بارگاہ میں جھکتا نہیں، وہ ہر دنیوی مجلس میں جاتا ہے مگر مجلس الٰہی میں آتا نہیں۔ وہ اپنے تعلق کے ہر رشتے کو یاد کرتا ہے مگر جس سے اس کا تعلق سب سے زیادہ ہے اسی ذات کو یاد نہیں کرتا، اسے ہر کسی دوست کا فراق محسوس ہوتا ہے مگر اسے اپنے رب کا ہجر و فراق محسوس نہیں ہوتا، تو یاد رکھ لیجئے اس کی وجہ صرف اور صرف غفلت ہے۔ غفلت انسان کو رب سے اسی طرح دور کرتی ہے جس طرح کسی چیز کا تعصب انسان کو ہر طرح کی مسلمہ حقیقت اور حق و سچ سے دور کر دیتا ہے۔ تعصب سچ اور حق کا انکار کرتا ہے۔ اسی طرح غفلت بندے کو حق تعالیٰ سے دور کرتی ہے۔ غفلت ایک مرض کی طرح بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جب انسان رب کی یاد و عبادت سے ایک بار غافل ہوتا ہے اور پھر اس کی اصلاح نہ کرے تو یہ غفلت بڑھتی چلی جاتی ہے حتی کہ رفتہ رفتہ انسان کو بالکل اپنے رب سے غافل کر دیتی ہے۔

## دل کی غفلت گناہ کا سبب ہے

اس لئے قرآن سورہ الانبیاء میں اس حقیقت کو بیان کرتا ہے:

لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ط وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا . (الانبیاء، ۲۱:۳)

''ان کے دل غافل ہو چکے ہیں، اور (یہ) ظالم لوگ (آپ کے خلاف) آہستہ آہستہ سرگوشیاں کرتے ہیں''۔

دل کی غفلت کیا ہے، دل غیر مکلّف ہونے لگتا ہے اور دل غیر مطیع ہونے لگتا ہے، دل غیر مذکور ہونے لگتا ہے، دل اپنے دل کے مکین سے غیر متعلق ہو جاتا ہے۔ دل غیر اللہ کی طرف اپنا رجحان بڑھا دیتا ہے۔ عام الفاظ میں دل کی غفلت غیر ذمہ داری کا نام ہے، بندہ اپنے فرائض سے لاتعلق ہوتا ہے، اپنی بندگی سے بے خبر ہوتا ہے، اپنے وجود میں اطاعت نہیں لاتا بلکہ معصیت لاتا ہے، فرمانبرداری کی راہ پر نہیں چلتا بلکہ نافرمانی کی روش پر چلتا ہے، بندہ متقی نہیں بنتا بلکہ بندہ عاصی بنتا ہے۔

یہ آیت کریمہ واضح کر رہی ہے کہ جب انسان غفلت کی راہ پر چلتا ہے تو توحید سے بھی دور ہوتا ہے اور رسالت سے بے خبر ہونے لگتا ہے، معرفت توحید سے بھی محروم ہوتا ہے اور مقام رسالت سے بھی لاتعلق ہونے لگتا ہے، حتی کہ آہستہ آہستہ غفلت کے حجابات میں پھنستا چلا جاتا ہے اور غفلت اپنے شکنجوں میں اسے کستی

چلی جاتی ہے اتنا غافل ہوتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف زبان درازی کرنے لگتا ہے۔ غافل سے ظالم بن جاتا ہے۔غفلت اس کے باطن میں ظلمت پیدا کرتی ہے۔ اندر کی ظلمت ظاہر میں اسے ظالم بنا دیتی ہے۔ اب وہ ظلم کے ماحول میں پلتا اور بڑھتا ہے۔ وہ مخلوق کے لئے بھی ظالم ہوتا ہے اور رب کی بارگاہ میں بھی ظالم ہوتا ہے وہ حدود الٰہیہ کا پاس کرنے والا نہیں بلکہ حدود الٰہیہ سے تجاوز کرنے والا ہوتا ہے۔

سورہ المومنون میں اسی مضمون کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ. (المومنون،۲۳:۶۳)

’’بلکہ ان کے دل اس (قرآن کے پیغام) سے غفلت میں (پڑے) ہیں اور اس کے سوا (بھی) ان کے کئی اور (برے) اعمال ہیں جن پر وہ عمل پیرا ہیں‘‘۔

## غافل دل کے اثرات

دل کی غفلت کوئی معمولی چیز نہیں ہے بلکہ یہ انسان کے حق میں بہت بڑی نعمت کش ہے۔ یہ انسان کے وجود سے عبدیت کو چھینتی ہے، اطاعت کو ختم کرتی ہے، قربت کو بعد میں بدلتی ہے۔ رضا کو ناراضگی میں تبدیل کرتی ہے۔محبوبیت کو مغضوبیت میں متشکل کرتی ہے۔ چاہت کو بوجھ بناتی ہے، محبت کو نفرت کی صورت دیتی ہے وفا کو بے وفائی میں بدلتی ہے۔ ایثار کو خودغرضی کی صورت دیتی ہے، نیکی کو زوال دیتی ہے اور بدی کو فروغ دیتی ہے، ہر نعمت سے انسان کو محروم کرتی ہے،غفلت حق اور حقیقت سے دور کرتی ہے اور قرآن حکیم کے پیغام کو سمجھنے سے محروم کرتی ہے۔غفلت برائی کو انسانی جسم میں پالتی ہے اور نیکی کا انسداد کرتی ہے۔ اس لئے باری تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا. (الکهف،۱۸ :۲۸)

’’اور تو اس شخص کی اطاعت (بھی) نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال حد سے گزر گیا ہے‘‘۔

یہ آیت واضح کررہی ہے کہ جب انسان اللہ سے غافل ہوتا ہے تو وہ اپنے رب کی پیروی کو چھوڑ کر اپنے نفس کی پیروی شروع کردیتا ہے، پہلے نفس تابع ہوتا ہے اور غفلت کی صورت میں نفس حاکم بن جاتا ہے۔ پہلے نفس کو حکم دیا جاتا ہے اور نفس اس کو بجا لاتا ہے۔ اب دوسری صورت میں اب خود نفس حاکم بن جاتا ہے اپنی خواہش کی پرستش شروع کردیتا ہے۔ اپنی ہوائے نفس واتبع هواه کو معبود بنالیتا ہے۔ پہلے نفس کا معبود رب ہوتا ہے اور اب نفس کا معبود اس کی ہوائے نفس، خواہش ہوتی ہے۔ رب کو معبود ماننے کی صورت میں، نفس کو اطاعت کرنا پڑتی ہے اور تکلیف شرعی وطبعی سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور اپنے رب کے حضور جھکنا پڑتا ہے۔

اب دوسری صورت میں نفس جھکتا نہیں بلکہ اپنی ساری صلاحیتوں اور قابلیتوں کو ھوائے نفس میں جھکا دیتا ہے۔غفلت انسان کو معبود حقیقی سے، معبود باطل تک لے جاتی ہے۔غفلت انسان کو اللہ کی بندگی کی بجائے، نفس

پرستی کی طرف لے جاتی ہے اور ہوائے نفس خود کو ہر حکم سے ماوراء سمجھتی ہے بلکہ وہ خود ہی بڑی حاکم ہوتی ہے۔ اب بندہ اللہ کے حکم کو اپنے نفس پر چلا سکتا ہے یا اپنی ہوائے نفس کو اپنے نفس پر قدرت دے سکتا ہے۔ غفلت میں پڑا نفس ہوائے نفس کو اپنی معراج سمجھتا ہے، ہوائے نفس اور نفس پرستی زوال بندگی ہے اور کمال بندگی اللہ کے حکم پر نفس کا اطاعت کرنا ہے، نفس کا کمال اللہ کی بندگی میں ہے اور نفس کا زوال اپنی ہی خواہش کی پیروی ہے۔

## نفس پرستی بندگی کا زوال ہے

نفس پرستی تو خود بندگی کی توہین ہے۔ اس لئے قرآن نے کہا:

**وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا. (الکهف، ۱۸: ۲۸)**

''اپنے نفس کی پیروی کرنے والے کا حال حد سے گزر گیا ہے''۔

جو لوگ کافر ہوئے، مشرک ہوئے، نافرمان ہوئے، معصیت کار ہوئے، قاتل ہوئے، فاجر ہوئے، گنہگار ہوئے، چور ہوئے، ڈاکو ہوئے سود خور ہوئے، زانی ہوئے، شرابی ہوئے، مجرم ہوئے، کرپٹ ہوئے، حرام خور ہوئے بد دیانت ہوئے، خائن ہوئے، ظالم ہوئے، درندے ہوئے، لٹیرے و کرپٹ ہوئے، غنڈے ہوئے اور بدقماش ہوئے دھوکہ باز ہوئے، ملاوٹ کار ہوئے، متعصب ہوئے اور دجال ہوئے غرضیکہ ہر ہر وہ برائی رکھنے والے ہوئے، جسے معاشرہ برائی کہتا ہے اور جسے معاشرہ گناہ کہتا ہے اور جسے معاشرہ ظلم کہتا ہے تو اس کی وجہ صرف اور صرف یہی **واتبع هواه** ہے۔ ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر، اپنے نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے۔ یہ اللہ کے حکم کی پیروی نہیں کرتے بلکہ اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ اپنے اپنے وجود میں حاکم ہیں اور اپنے رب کو نہیں مانتے۔ انہوں نے اپنی ہوائے نفس کو اپنا حاکم بنالیا ہے۔ یہ اللہ کے حکم کو قانون نہیں مانتے۔ یہ اپنے نفس کی خواہش کو قانون جانتے ہیں۔ ان کا مقصود مولا کی رضا نہیں ہے بلکہ اپنے نفس کی خواہش کی تکمیل ہے۔ یہ رب کی پوجا نہیں کرتے، یہ اپنے نفس کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کے نفس نے ان کو برائی میں جکڑ رکھا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**ان النفس لامارة بالسوء.** ''بلا شبہ نفس برائی پر اکساتا ہے''۔

جب انہوں نے نفس کی پیروی کا راستہ چنا ہے تو ان کے نفس نے ان کو مولا کی راہ پر نہیں لگایا بلکہ اپنی خواہش کی تکمیل پر لگا دیا ہے، نفس کی ھوا اور خواہش کیا ہے۔ قرآن نے اس حقیقت کو بھی واضح کر دیا ہے کہ وہ **لامارة بالسوء** ہے، نفس کی پیروی میں انسان کی ذلت ہے اور رب کی پیروی میں انسان کی عزت ہے۔ نفس طمع دیتا ہے اور رب کی پیروی انسان کو بے نیاز کرتی ہے۔ نفس کی پیروی حریص بناتی ہے، رب کی پیروی ایثار دیتی ہے۔ نفس کی پیروی رسوا کرتی ہے اور رب کی پیروی باعظمت کرتی ہے۔ نفس کی پیروی انسان کو مجرم بناتی ہے اور رب کی پیروی انسان گناہ سے محفوظ اور معصوم بناتی ہے۔

## دل میں خیر و شر کی طمع ہونا

قرآن مزید بیان کرتا ہے:

فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ ۔ (الاحزاب، ۳۳: ۳۲)

’’جس کے دل میں نفاق کی بیماری ہے کہیں وہ لالچ کرنے لگے‘‘۔

دلوں میں بھی طمع ہوتی ہے۔ دل بھی حریص ہوتے ہیں، دل بھی لالچی ہوتے ہیں۔ اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ اپنے دل میں کس چیز کی طمع پیدا کرتا ہے اور اپنے دل کو کس چیز کا حریص بناتا ہے۔ وہ طمع انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اگر انسان اس طمع کا رخ اللہ کی طرف موڑ دے تو یہ دل خدا کا طالب ہوتا ہے اور یہ دل رب کی معرفت میں بڑھتا رہتا ہے اور یہ دل رب کی قربت کی راہیں تلاش کرتا رہتا ہے اور یہ دل رب کی عبادت میں سکون پاتا ہے اور یہ دل رب کی یاد میں حلاوت پاتا ہے۔ انسان اگر اس دل کو اپنے نبی ﷺ کے تعلق کی طرف موڑ دے تو انسان کے دل میں نسبت رسالت ﷺ پختہ ہوجاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے تعلق خاطر مضبوط ہوجاتا ہے۔ معرفت و قربت میں استحکام آتا ہے۔ محبت و اطاعت رسول میں انسان کو دوام ملتا ہے۔

اگر اس دل کو دین کی طرف پھیر دیا جائے تو دین کے فہم اور دین میں بصیرت کی طمع پیدا ہوجائے گی تو اس میں پھر یہ دل باکمال ہوجاتا ہے غرضیکہ اس دل کو جو دنیوی طمع دی جائے یا جو دینی طمع دی جائے اس میں یہ دل مسلسل بڑھتا رہتا ہے، دل کے قبلے کا رخ انسان نے متعین کرنا ہے، دل کے قبلے کی جہت انسان نے منتخب کرنی ہے۔ دل کی راہیں انسان نے چننی ہیں، جن راہوں پر، جن راستوں پر، جن سمتوں پر، جن خواہشوں پر اس دل کو لگایا جائے گا یہ لگ جائے گا، جیسا راستہ ہوگا ویسی منزل ہوگی، جیسا ہدف ہوگا ویسا مقصود ہوگا۔ جو نیت ہوگی وہی اس کا مراد ہوگا۔ جو سوچ ہوگی ویسا اس کا نتیجہ ہوگا۔ جو عمل ہوگا ویسا اس کا اجر ہوگا۔ اگر دل میں طمع خیر ہے نتیجہ خیر ہوگا اگر دل طمع نفع بخشی کی ہے تو لوگ منفعت پائیں گے۔ اگر دل میں ظلم نہیں تو لوگ ظلم سے محفوظ ہوں گے۔ اگر دل میں گناہ نہیں تو زمین پر گناہ نہ ہوگا۔ اگر دل میں محبت ہے تو لوگ زمین پر محبت کے آثار دیکھیں گے۔ اگر دل میں طمع انسانیت کی ہے تو لوگ معاشرے میں انسانی اقدار کا فروغ دیکھیں گے۔ غرضیکہ انسان وہی کرتا ہے جس کی دل میں طمع رکھتا ہے۔ طمع خیر ہے تو نتیجہ خیر ہے اور طمع شر ہے تو نتیجہ شر ہے۔

## برا عمل دل کو مجرم بناتا ہے

اسی طرح قرآن اس حقیقت کا بھی ذکر کرتا ہے کہ دل بھی مجرم بنتے ہیں، دل بھی جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں، انسانی اعضاء اور جوارح سے کوئی عمل صادر ہوتا ہے وہ دلوں کو مجرم بنادیتا ہے۔ جرم کا ارتکاب تو انسان کے دوسرے اعضا و جوارح کرتے ہیں مگر اس کا اثر دلوں پر مرتب ہوتا ہے جس کی وجہ سے دل گنہگار ہوتے ہیں اور دل مجرم ہوتے ہیں۔ قرآن اس حقیقت کا ذکر سورۃ الحجر میں کرتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُ وْنَo كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَo

''اور ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا تھا مگر یہ کہ وہ اس کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے۔ اسی طرح ہم اس (تمسخر اور استہزاء) کو مجرموں کے دلوں میں داخل کر دیتے ہیں''۔ (الحجر، ۱۶:۱۱،۱۲)

انسان کا استہزاء ساری انسانیت کا استہزاء اور تمسخر ہے۔ انبیاء علیہم السلام جو مرقع صفات ہیں، جو محاسن کا منبع ہیں اور جو خوبیوں کا سرچشمہ ہیں۔ جو احسن عمل کا نمونہ ہیں، جو انسانیت کا افتخار ہیں، جن کے وجود کمال بندگی کا ظہور ہیں، ان کا تمسخر اڑانا اور ان کا استہزاء کرنا ان کی شان میں تنقیص کرنا ان کے مراتب کو کم کرنا، ان کے درجات کو گھٹانا، ان میں نقائص کو ڈھونڈنا، ان کی صفات میں تحقیر لانا، ان کے مقامات کو ہلکا کرنا، ان کو کمتر جاننا۔ یہ عمل دلوں کو مجرم بناتا ہے، اس عمل کے باعث دلوں میں قساوت آتی ہے اور چہروں میں خشونت آتی ہے۔ دلوں کی مجرمیت کی وجہ سے چہروں کی نورانیت ختم ہوتی ہے۔ دل و زبان کی نرمی سختی میں ڈھلتی ہے۔ اس لئے تمسخر و استہزاء کے عمل سے بچو۔ یہ عمل زیادتی پکڑ جائے تو دلوں کو مجرم بنادیتا ہے۔ پھر ایسے وجود جرائم کی آماجگاہ بن جاتے ہیں۔ ایسے وجود سے پھر شر پیدا ہوتا ہے اور خیر کا خاتمہ ہوتا ہے۔ پھر اندر کی حالت قلوب المجرمین کی ہوتی ہے اور باہر کی حالت وجوہ المجرمین میں ڈھل جاتی ہے۔ اس لئے اس عمل استہزاء اور تمسخر سے اعراض ضروری ہے تاکہ قلب کو اس حالت تک نہ پہنچنے دیا جائے۔

## دل کا بینائی سے محروم ہونا

قرآن اس حقیقت کو بھی ذکر کرتا ہے کہ اس دنیوی زندگی میں آنکھوں کی بصارت سے زیادہ دل کی بصارت موثر ہوتی ہے۔ بسا اوقات آنکھیں حقیقت دیکھتی ہیں مگر دل اس حقیقت کو کسی تعصب، کسی خواہش، کسی مفاد، کسی غرض، کسی خطرے، کسی خدشہ، کسی محرومی، کسی دشمنی، کسی ناچاکی و نااتفاقی، کسی انا پرستی اور کسی تفضیل نفسی کی بناء پر اس کو قبول نہیں کرتا۔ دل کے اس حقیقت کو قبول نہ کرنے سے، حقیقت نہیں بدلتی بلکہ دل بدل جاتا ہے۔ دل اپنی بصارت کو کھوکر، اعمیت (اندھاپن) کو اختیار کرلیتا ہے۔ دل اپنی صحت کو کھودیتا ہے اور مرض کا شکار ہوجاتا ہے۔ دل اپنی سلیم الفطرت کیفیت سے محروم ہوجاتا ہے۔ اب وہ دل اخلاص سے نہیں مانتا بلکہ مفاد سے مانتا ہے۔ جہاں اس دل کا مفاد ہوتا ہے اس حقیقت کو مان لیتا ہے اور جہاں اس کے دل کا مفاد نہیں ہوتا وہاں حقیقت اظہر من الشمس ہونے کے باوجود دل اس کا انکار کردیتا ہے۔ اس لئے قرآن بیان کرتا ہے:

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ. (الحج، ۲۲:۴۶)

''حقیقت یہ ہے کہ (ایسوں کی) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں''۔

# صوفیانہ ملفوظاتی ادب اور طبقہ نسواں

فہمیدہ نسرین

ازمنہ وسطیٰ میں صوفیائے کرام ترک دنیا اور رہبانیت کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور اجتماعی زندگی پر زور دیتے تھے۔ان کا خیال تھا کہ ترک دنیا سے خدمت خلق کا موقع نہیں ملتا اور کچھ نفس میں برتری بھی آجاتی ہے۔اجتماعی زندگی اسلام اور بانی اسلام کے احکام کے عین مطابق تھی۔اسی خیال کے تحت انہوں نے جماعت خانے اور خانقاہوں کی بنیاد ڈالی۔ جہاں نہ صرف وہ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ باقاعدہ عبادت اور ریاضت کی زندگی گزارتے تھے بلکہ وہاں مختلف مزاج اور مختلف رجحانات کے اشخاص ایک ساتھ مل جل کر رہنا سیکھتے تھے اور انہیں تلقین اور عمل سے روحانی اور اخلاقی درس دیا جاتا تھا۔ بزرگان دین اپنے اوقات کا کچھ حصہ اسی کام کیلئے مخصوص رکھتے تھے۔جس میں ان کے حلقہ بگوش مجلس کی شکل میں جمع ہوجاتے تھے اور بہت سے علمی، مذہبی اور تصوف کے مسائل کو اپنے مرشد کے سامنے پیش کرکے ان کے ارشادات سے اپنے علم و دانش میں اضافہ کرتے تھے۔

## ملفوظات کیا ہیں؟

ملفوظ اسم مفعول ہے اور اس کی جمع ملفوظات ہے اور اس کے لفظی معنی الفاظ یا ارشادات یا منہ سے نکلی ہوئی باتیں ہیں۔ اصطلاح میں ملفوظات سے مراد بزرگان دین یا روحانی رہنماؤں کی مجلس میں کی جانے والی وہ باتیں یا ارشادات ہیں جن کو کوئی مرید قلمبند کرکے ملفوظات کی شکل میں عوام الناس کے استفادہ کے لیے پیش کرتا اور اسے باعث سعادت مندی سمجھا جاتا تھا۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت خواجہ شیخ مشرف الدینؒ، حضرت احمد یحیی منیریؒ، حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ اور حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے ملفوظات اسی زمرے میں آتے ہیں۔

صوفیاء کرام کی روحانی و تربیتی مجالس میں انسانیت کے ہر طبقہ ( خواہ مرد ہو یا عورت ، بچہ ہو یا بوڑھا) کی روحانی واخلاقی اصلاح کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ اسی حوالے سے طبقہ نسواں سے متعلق صوفیانہ ملفوظاتی

ادب کے اہم گوشوں کو درج ذیل صورت میں زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔

## ۱۔علم کی فرضیت

کشف المحجوب میں حضرت سید علی بن عثمان الھجویری المعروف بہ داتا گنج بخشؒ نے علم کی فرضیت اور اسکی اہمیت بیان کرتے ہوئے اس آیت کریمہ کو بیان فرمایا ہے جس میں اللہ رب العزت نے علمائے ربانی کی شان میں ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ کے بندوں میں سے اس سے وہی ڈرتے ہیں جو (ان حقائق کا بصیرت کے ساتھ) علم رکھنے والے ہیں، یقیناً اللہ غالب ہے، بڑا بخشنے والا ہے''۔

اسی طرح حضرت داتا گنج بخش الھجویریؒ نے مرد وزن کے لئے علم کی فرضیت کو حدیث پاک کی روشنی میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة.**

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے''۔

حضرت داتا صاحب نے اس حدیث پاک کی روشنی میں واضح فرمایا ہے کہ علم حاصل کرنا صرف مردوں پر ہی فرض نہیں بلکہ عورتوں پر بھی فرض ہے۔ اس لئے عورتوں کو بھی علم کے حصول میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

فرماتے ہیں: اے طالب حق! تمہیں علم ہونا چاہیے کہ علم کی کوئی حدوغایت نہیں ہے اور ہماری زندگانی محدود ومختصر ہے۔ بنا بریں ہر شخص پر تمام علوم کا حصول فرض قرار نہیں دیا گیا۔ جیسے علم نجوم، علم حساب اور نادر وعجیب صنائع وغیرہ لیکن ان میں سے اس قدر سیکھنا جتنا شریعت سے متعلق ہے ضروری ہے۔

## ۲۔روزے کے احکامات

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں روزے کے احکام کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔ ان احکام میں طبقہ نسواں کی ہدایت کے لئے چند احکام درج ذیل ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

''اگر عورت نے حالت حیض میں روزہ کی نیت کی اور فجر سے پہلے پاک ہوگئی تو اسکا روزہ درست ہوگا''۔

اسی طرح افطار صوم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ افطار صوم کے لئے چار باتیں لازم ہیں:

۱۔قضا ۲۔کفارہ ۳۔فدیہ دینا

۴۔باقی دن نہ کھانا پینا (روزہ داروں کے طرح رہنا) ان میں ہر ایک جدا جدا شخصوں کے لئے ہے۔

۱۔ قضا: ہر مسلمان عاقل بالغ پر واجب ہے جو روزہ عذر کے باعث یا بلا عذر نہ رکھے۔اس سے ثابت ہوا

حائضہ عورت روزہ کی قضا کرے لیکن مجنون پر قضا نہیں اور رمضان کے روزوں کی قضا مسلسل رکھنا بھی شرط نہیں۔ جس طرح چاہے اکٹھے خواہ جدا جدا قضا کرے۔

۲۔ جان بوجھ کر کھانے، پینے اور جماع کرنے سے کفارہ بھی واجب ہوتا ہے۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

۳۔ فدیہ دینا: حاملہ اور دودھ پلانے والی پر فدیہ واجب ہے۔ جبکہ یہ دونوں اپنی اولاد کے خوف سے افطار کر لیں۔ ہر روزہ کے عوض ایک مد گیہوں ایک مسکین کو دیں اور روزہ قضا کریں اور نہایت بوڑھا کمزور جب روزہ نہ رکھے تو ہر دن کے عوض ایک مد گیہوں دے۔ ایک مد سو روپیہ کے سیر سے تین پاؤ ہوتا ہے۔

۳۔ باقی دن نہ کھانا پینا (امساک کرنا)، روزہ داروں کی طرح رہنا: امساک بقیہ دن میں ان لوگوں پر واجب ہے جنہوں نے افطار کرنے سے معصیت کی ہو یا افطار میں قصور ان کی طرف سے ہو اور حائضہ اگر کچھ دن رہے پاک ہوئی ہو یا مسافر سفر سے افطار کی حالت میں دن سے آیا ہو تو ان دونوں پر بقیہ دن کا امساک واجب نہیں اور شک کے روز ایک عادل شخص چاند کی گواہی دے تو امساک واجب ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ حائضہ عورت پر قضا، حاملہ اور دودھ پلانے والی پر فدیہ واجب ہے اور حائضہ اگر کچھ دن رہے پاک ہوئی ہو تو اس دن کا امساک واجب نہیں۔

## ۴۔امر بالمعروف ونہی عن المنکر

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم مردوں کی طرح عورتوں پر بھی یکساں ثابت ہوتا ہے چنانچہ صوفیاء کرام نے بھی طبقہ نسواں کے لئے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو لازمی قرار دیا ہے۔ اچھی بات کا حکم کرنا اور بری بات سے منع کرنا دین کا بڑا ستون ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اگر اسے بالکل ترک کر دیا جائے اور اس کے علم اور عمل کو بیکار چھوڑا جائے تو غرض نبوت بیکار اور دیانت مضمحل اور سستی عام اور گمراہی تام اور جہالت شائع اور فساد زائد اور فتنہ بپا ہو جائے گا۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے وجوب ،فضیلت اور اسکی نافرمانی کرنے والوں کے بارے میں وعید، قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں بیان فرمائی ہے۔ امام صاحب نے قرآن وحدیث کی رو سے یہ بھی واضح کیا ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر پوری امت مسلمہ پر فرض ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’تم بہترین اُمّت ہو جو سب لوگوں ( کی رہنمائی ) کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو

اور برائی سے منع کرتے ہو"۔

اسی طرح ایک مقام پر اللہ رب العزت نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو مخاطب فرما کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا حکم دینے ،نماز قائم کرنے ،زکوۃ ادا کرنے ،اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت بجا لانے کی صفت سے موصوف فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اور اہلِ ایمان مرد اور اہلِ ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت بجا لاتے ہیں، ان ہی لوگوں پر اللہ عنقریب رحم فرمائے گا، بیشک اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے"۔

پس ثابت ہوا کہ عورتوں کو چاہیے کہ یہ مت سمجھیں کہ یہ کام صرف مردوں کا ہے بلکہ مردوں کے ساتھ مل کر نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں تاکہ وہ بھی اللہ رب العزت کے اس حکم پر عمل پیرا ہو کر اللہ کی رحمت کا سایہ حاصل کر سکیں۔

## ۴۔خواتین کی بیعت

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی بارگاہ میں ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے اور میری بیوی کو بیعت فرما دیں۔ آپ نے اس آدمی سے فرمایا کہ عورت کو بلاؤ۔جب وہ عورت آپ کے سامنے بیٹھ گئی تو آپ نے رومال کا ایک سرا خود پکڑا اور دوسرا اس عورت کے ہاتھ میں دے دیا۔اس کے بعد آپ مراقب ہو کر بیٹھ گئے اور زیرلب آہستہ آہستہ کچھ پڑھتے رہے کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر آپ نے اس سے توبہ کرائی اور نماز کی تاکید کی۔ اس کے بعد اس کے شوہر کو بلا کر اپنے سامنے بیٹھایا اور اس کے دو ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں دے کر بیعت فرمایا اور توبہ کرائی اور نماز کی تاکید کی اور وظیفہ تلقین فرمایا۔

اس سے ثابت ہوا کہ عورتوں اور مردوں کی بیعت کا طریقہ مختلف ہے یعنی عورتیں مردوں کی طرح ہاتھ میں ہاتھ نہیں دیں گی بلکہ رومال یا کسی کپڑے وغیرہ کے ذریعے بیعت کریں گی۔

## ۵۔حائضہ کے لیے احکامات

امام غزالی فرماتے ہیں:

ا۔شوہر دوران حیض عورت کے ہر عضو سے فائدہ اٹھا سکتا ہے سوائے جماع کے،اسلئے عورت کو چاہیے کہ دوران حیض گھٹنوں سے ناف تک ایک مضبوط کپڑا باندھے رکھے۔ یہ مستحب ہے۔

۲۔ اگر عورت کو حیض مغرب سے پہلے یوں بند ہوا ہے کہ وہ ایک رکعت پڑھ سکتی تھی تو اس پر ظہر و عصر کی نماز قضاء واجب ہے ایسے ہی جسکا حیض صبح کی نماز کی ایک رکعت کی مقدار میں بند ہوا اس پر مغرب و عشاء کی نماز میں قضاء لازم ہے۔ یہ ایسے مسائل ہیں جن کی طرف عورتیں بہت کم توجہ دیتی ہیں۔

## ٦۔ پردہ کے احکام

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے عورتوں کی رہنمائی کے لئے احکام پردہ کو احادیث کی روشنی میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

حدیث مبارک ہے: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھیں تھیں کہ حضرت ابن ام مکتومؓ جو نابینا تھے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا پردہ کر لو۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم تو نابینا نہیں ہو۔

اس حدیث کی روشنی میں حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے فرمایا کہ عورتوں کو چاہیے کہ نابینا مردوں سے بھی پردہ کریں۔

امام غزالیؒ احیاء العلوم میں اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو نابینوں کے پاس بیٹھنا اور بلا ضرورت ان کو دیکھنا جائز نہیں جیسا آج کل مروج ہے۔ہاں ضرورت کے وقت عورت کو غیر محرم مرد سے بات کرنا یا دیکھنا جائز ہے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ ایک دن آنحضرت ﷺ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر تشریف رکھتے تھے وہاں ایک مخنث بیٹھا تھا اس نے حضرت ام سلمہؓ کے بھائی حضرت عبد اللہؓ سے مخاطب ہو کر کوئی بیہودہ بات کہی۔اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آئندہ مخنثوں سے بھی پردہ کرنا چاہیے۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو نابینا مردوں اور مخنثوں سے بھی پردہ کرنا چاہیے۔

## ۷۔ بچوں کی ریاضت وتربیت اور حسن اخلاق

امام غزالیؒ فرماتے ہیں: بچوں کی تربیت نہایت ضروری ہے اور بچہ ماں باپ کے پاس ایک امانت ہے اور اسکا قلب جو ایک جوہر نفیس کی طرح ہے جو ہر ایک نقش سے خالی ہوتا ہے اور جس طرف مائل کرو اسی طرف میلان کے قابل ہوتا ہے اسی طرح اولاد کا حال ہے کہ اولاد کی اگر تعلیم و تربیت کر کے جن چیزوں کا ان کو عادی

بنایا جائے گا تو بڑے ہوکر وہ ایسا ہی کریں گے۔ اگر ان کو بچپن سے ہی ادب سکھایا جائے گا تو وہ دونوں جہان کی سعادت حاصل کریں گے اور اس ثواب میں ان کے ماں باپ اور اساتذہ (ادب سکھلانے والے) شریک ہوں گے اور اگر وہ برائی کے عادی ہوں گے اور جانوروں کی طرح ان کو آزاد چھوڑا جائے گا تو وہ تباہ ہو جائیں گے اور پھر اس کا وبال اس کے مربی پر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔۔۔''۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ جب دنیا کی آگ سے اپنی اولاد کو بچاتے ہیں تو آخرت کی آگ سے بچانا بطریق اولیٰ ضروری ہے۔ بچے کی حفاظت نار آخرت سے اس طرح ممکن ہے کہ اسے ادب، تہذیب اور محاسن خلاق سکھائے جائیں، اسکو آداب طعام سکھائے جائیں اور صحبت بد سے بچایا جائے۔ زینت، بناؤ سنگھار، لذت اور آرام طلبی اسکی نظروں میں حقیر بنے تاکہ بڑا ہوکر ان کا مطالبہ نہ کرے اور جب بچہ کوئی عمدہ کام کرے تو چاہیے کہ اسے انعام دیں تاکہ خوش ہو اور لوگوں میں اس کی تعریف کریں اور اگر کوئی کام غلط کرے تو اس سے چشم پوشی کرنی چاہیے اور اس کا پردہ فاش نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے تنہائی میں سمجھانا اور عتاب کرنا چاہیے اور تاکید کرنی چاہیے کہ خبردار آئندہ ایسا نہ کرنا اور اگر کرو گے تو لوگوں میں رسوائی ہو گی۔اور ہر وقت بھی نہیں جھڑکنا چاہیے کیونکہ اس سے بچہ ملامت کا عادی ہو جاتا ہے اور بات کی تاثیر دل سے جاتی رہتی ہے۔ اسی طرح بچے کو بیٹھنے کا طریقہ بتانا چاہیے اور زیادہ گفتگو کرنے سے منع کرنا چاہیے اور سمجھانا چاہیے کہ زیادہ بولنا بے حیائی کی علامت ہے۔ بچے کو برے لوگوں کی صحبت سے روکنا چاہئے اور اسے سمجھانا چاہیے کہ اپنے والدین ،اساتذہ اور اپنے سے بڑی عمر والوں کی فرمانبرداری کرے۔اپنا ہو یا بیگانہ سب کو تعظیم کی نظر سے دیکھے اور جب سن تمیز کو پہنچے تو طہارت، وضو اور نماز سیکھانے میں غفلت نہیں کرنی چاہیے۔ چوری، حرام مال، خیانت، جھوٹ اور فحش عادات سے منع کرنا چاہیے۔مختصر یہ ہے کہ امام غزالیؒ والدین خصوصاً ماں جس کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے اس کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر وہ بچے کی تربیت اس نہج پر کرے گی تو اس کا بچہ حسن اخلاق کا پیکر بنے گا۔ بچوں کی تربیت شروع میں بہت ضروری ہے کیونکہ اس وقت اس کا جو ہر قلبی ہر طرح کی لیاقت رکھتا ہے خیر وشر دونوں سیکھ سکتا ہے لیکن اس کا اختیار والدین کو ہے جس طرف چاہیں ان کو پھیر سکتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے: ''ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے پس اس کے ماں باپ ہی اس کو یہودی و

نصرانی و مجوسی بنا دیتے ہیں‘‘۔

## ۸۔عقد کے احکامات

امام غزالیؒ ’’احیاء العلوم‘‘ میں فرماتے ہیں کہ وہ شرائط جن سے عقد ہو جاتا ہے اورعورت مرد پر حلال ہو جاتی ہے وہ چار ہیں:

۱۔ ولی کی اجازت: اگرعورت کا ولی نہ ہوتو بادشاہ اس کے اذن کے قائم مقام ہوتا ہے۔

۲۔ عورت کی رضا:بشرطیکہ بالغہ یا عمر رسیدہ یا کنواری ہومگر باپ یا دادا کے سوا اورکوئی اس کے عقد کا متولی ہو۔

۳۔ دو گواہوں کا موجود ہونا: جو بظاہر عادل ہوں یعنی برائیوں کی نسبت نیکیاں زیادہ کرتے ہوں اور اگر دو ایسے گواہ ہوں جن کا حال معلوم نہ ہوتب بھی نکاح ہو جائے گا۔شرعاً ضرورت اسی کی مقتضی ہے۔

۴۔ ایجاب وقبول کا ہونا: ان میں ضروری ہے کہ لفظ نکاح ہو یا اورکوئی لفظ جو ان معنوں میں ایجاب ہو سکے،اسی طرح قبول ہو اور ایجاب وقبول میں دو مرد عاقل بالغ ہوں،عورت نہ ہو اور مردوں میں خود شوہر ہو یا ولی یا دونوں کے وکیل ہوں۔

## ۹۔عائلی و خاندانی زندگی کے آداب

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں نکاح کے آداب واحکام تفصیلاً بیان فرمائے ہیں۔ ان میں عورت کے لئے چندضروری ہدایات درج ذیل ہیں۔

۱۔ جن مسائل میں عورت کا شوہرکفیل ہوسکتا ہے ان مسائل کے لئے عورت کوعلماء کے پاس نہیں جانا چاہیے۔

۲۔ اگرشوہر جاہل ہے لیکن وہ کسی مفتی سے پوچھ کرعورت کوسمجھا سکتا ہے تب بھی عورت کو مسائل سمجھنے کے لئے گھر سے باہرنہیں جانا چاہیے۔لیکن اگر شوہراتنا جاہل وغبی ہو کے مسائل سمجھانے سے قاصر ہے تو پھرعورت کو علماء سے پوچھنے کے لئے جانا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے اگر اسے مرد منع کرے گا تو گنہگار ہو گا۔ ہاں عورت کے ساتھ جا کر علماء سے مسائل کی افہام وتفہیم کرائے تو بہتر ہے۔

۳۔ اگرعورت کو بقدرضرورت مسائل سمجھ آ گئے ہیں تو اب وہ مجلس وعظ میں یا علماء سے مسائل سمجھنے کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیرنہیں جا سکتی۔

۴۔ حضور ﷺ نے عورتوں کوعید کی حاضری کی اجازت دی تھی مگر مشروط باجازت اپنے شوہروں کے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ دور حاضر میں پارسا عورتوں کو اپنے شوہروں کی اجازت کے بعد باہر نکلنا

مباح ہے مگر نہ نکلنے میں احتیاط زیادہ ہے۔عورتوں کو چاہیے کے بلا ضرورت گھر سے نہ نکلیں کیونکہ تماشوں اور غیر ضروری کاموں کے لئے نکلنا شرافت کے خلاف ہے بلکہ بعض اوقات فتنہ وفساد بھی اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

۵۔ عورت کے لئے جائز ہے کہ ہر وہ شے جو دیر سے رکھنے سے بگڑ جائے یا خراب ہوجائے ان کو شوہر کی اجازت کے بغیر خیرات کر دے۔

۶۔ امام غزالیؒ حدیث کی روشنی میں عورت کو اپنے شوہر کی اطاعت کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں:

اس حدیث پاک میں حضور ﷺ نے نیک عورتوں کی یہ خوبیاں بیان فرمائی ہیں کہ جب مرد اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے اور جب کوئی حکم کرے تو بجا لائے اور جب گھر سے چلا جائے تو اپنے نفس اور اسکے مال کی حفاظت کرے۔مزید امام غزالیؒ فرماتے ہیں مرد اپنی منکوحہ کو دیکھ کر اس وقت خوش ہوگا جب عورت اس کو چاہتی ہو۔

۷۔ حضور ﷺ نے سیدہ فاطمۃ سے پوچھا کہ عورت کے لئے کونسی چیز بہتر ہے؟ عرض کی کہ عورت کے لئے سب سے یہی بہتر ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ غیر مرد اسے دیکھے۔

امام صاحب اس روایت کو بیان فرما کر طبقہ نسواں کو یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ اگر عورت بوجہ شدید ضرورت کے گھر سے نکلے بھی تو اسے چاہیے کہ مردوں اور عورتوں سے اپنی نگاہیں نیچے رکھے۔

۸۔ اگر مرد کا والد اس عورت کو برا سمجھے تو اسے طلاق دے دینی چاہیے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی اور حضرت عمرؓ اسے نا پسند کرتے تھے کہ اسے طلاق دے دو۔ میں نے اس بارے میں حضور ﷺ کی خدمت میں رجوع کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن عمرؓ اپنی بیوی کو طلاق دیدے۔

۹۔ اگر ایذا دینا شوہر کی جانب سے ہو تو عورت کو مناسب ہے کہ کچھ مال دے کر خود کو چھڑا لے۔

۱۰۔ اگر عورت بلا وجہ طلاق کی خواہش کرے تو وہ گنہگار ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جو عورت شوہر سے طلاق چاہے بغیر کسی خوف یا ضرورت کے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے''۔

۱۱۔ عورت پر واجب ہے کہ شوہر کے مال میں سے فضول خرچی نہ کرے بلکہ اس کے مال کی حفاظت کرے۔

۱۲۔ عورت پر واجب ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے اور اگر اس کی اجازت سے بھی نکلے تو پرانے کپڑوں میں باپردہ نکلے اور خالی جگہوں میں چلے ،سڑک اور بازار کے درمیان سے احتراز کرے اور اس

سے بھی احتراز کرے کہ کوئی اجنبی اس کی آواز پہچانے یا اس کے جسم سے واقف ہو۔

۱۳۔ ہمہ تن اپنے حال کی بہتری اور گھر کے انتظام میں مصروف رہے اور نماز روزہ سے سروکار رکھے۔

۱۴۔ اگر شوہر کا کوئی دوست دروازے پر آواز دے اور شوہر گھر میں نہ ہو تو اپنی اور شوہر کی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے کلام نہ کرے بلکہ شوہر کی عدم موجودگی کا پیغام بھجوادے۔

۱۵۔ بیوی کو چاہیے کہ جو کچھ شوہر کو اللہ نے دیا ہو اس پر قناعت کرے اور اس کے حق کو اپنے اور اپنے تمام رشتہ داروں پر مقدم رکھے۔

۱۶۔ بیوی کو چاہیے کہ خوب صاف ستھرا رہے اور ہر حال میں جب شوہر اس سے نفع چاہے تو تیار رہے۔

۱۷۔ اپنی اولاد پر شفقت کرے اور ان کے راز افشاء نہ کرے۔

۱۸۔ جب شوہر نہ ہو تو نیک بخت اور پژمردہ رہے اور اس کے سامنے سامان عیش کرے اور یہ مناسب نہیں کہ کسی حال میں شوہر کو ستائے۔

۱۹۔ حقوق نکاح میں سے عورت پر ایک واجب یہ ہے کہ جب اس کا شوہر مر جائے تو اس پر چار مہینے دس دن تک سوگ کرے اور اس عرصہ میں خوشبو اور زینت سے اجتناب کرے۔

## ڈاکٹر طاہرالقادری کی بھانجی مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئیں

سربراہ پاکستان عوامی تحریک ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی بھانجی مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئیں (انا للہ وانا الیہ راجعون) نماز جنازہ مرکزی سیکرٹریٹ میں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے پڑھائی۔ جنازے میں چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر حسن محی الدین، صدر فیڈرل کونسل ڈاکٹر حسین محی الدین، صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی، صاحبزادہ محمد حسین آزاد الازہری، خرم نواز گنڈا پور، جی ایم ملک، احمد نواز انجم، بشارت جسپال، فیاض وڑائچ، نور اللہ صدیقی، راجہ زاہد، ساجد بھٹی، جواد حامد کے علاوہ عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے صوبائی اور ضلعی عہدیدران اور کارکنان کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ساتھ اظہار افسوس کیا، دریں اثناء سربراہ عوامی مسلم لیگ شیخ رشید، مسلم لیگ ق کے رہنماء اجمل وزیر، مجلس وحدت المسلمین کے رہنما راجہ ناصر عباس، ناصر شیرازی، امین شہیدی اور دیگر مذہبی، سیاسی جماعتوں کے قائدین نے ڈاکٹر طاہرالقادری سے ان کی بھانجی کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا ہے۔

# جہیز کی شرعی حیثیت

تیسری قسط

رابعہ نسرین۔ منہاج کالج برائے خواتین

شادی کے موقع پر خاوند یا بیوی کی طرف سے سامان جہیز دیا جانا ضروری نہیں اور نہ یہ نکاح اور شادی کا لازمہ ہے ورنہ حضرت سعید بن مسیبؒ جیسے متبع سنت تابعی اس کی خلاف ورزی نہ کرتے۔ بیوی کی جملہ جائز ضروریات اور اخراجات کا شرعاً ذمہ دار خاوند ہے، ہدایہ میں ہے۔

**النفقة واجبة للزوجة علی زوجها مسلمة کانت او کافرة اذا سلمت نفسها الی منزله فعلیه وکسوتها وسکناها والاصل فی ذلک قوله تعالی لینفق ذوسعة من سعته.**

(مرغنانی، برہان الدین، ہدایہ، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان، س ن، ص ۴۱۵)

''بیوی مسلمان ہو یا کتابیہ اس کا ہر قسم کا خرچہ خاوند پر واجب ہے جبکہ وہ (بیوی) اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کردے اور اس کے گھر میں منتقل ہوجائے اس خرچہ میں اس کی خوراک، لباس اور رہائش کے لئے مکان داخل ہے اور اس حکم میں بنیاد باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وسعت والے کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے''۔

بیوی ہوتے ہوئے اس کو سکنیٰ (رہائش کے لئے مکان) کا دینا واجب ہے۔ بعد از طلاق بھی عدت کے دوران بیوی کے لئے سکنیٰ مہیا کرنا لازم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**اَسۡکِنُوۡهُنَّ مِنۡ حَیۡثُ سَکَنۡتُمۡ مِّنۡ وُّجۡدِکُمۡ.** (الطلاق، ۶۵:۶)

''تم اُن (مطلّقہ) عورتوں کو وہیں رکھو جہاں تم اپنی وسعت کے مطابق رہتے ہو''۔

ظاہر ہے جب رہنے کا مکان خاوند کے ذمہ ہے تو ایک مکان میں رہنے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوسکتی ہے اور اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے اور سونے کے لئے جن اشیاء کا استعمال میں لانا ضروری ہے اور جن کو ہماری اصطلاح میں جہیز کہا جاتا ہے وہ بھی خاوند ہی کے ذمہ واجب ہوں گی۔

یہ بات واضح ہے کہ قرآن پاک، صحاح ستہ اور معروف کتب احادیث اور چاروں فقہاء کی امہات الکتب

میں باب الجہیز کے عنوان سے کوئی باب نہیں اگر کوئی شرعی حکم ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ جہاں نکاح سے متعلق دیگر احکام تفصیلاً بیان ہوئے وہاں جہیز کا بیان نہ ہوتا۔ لیکن جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ اسلام کا دائرہ کار وسیع ہو جانے سے اور مسلمانوں کے مختلف ممالک میں پھیل جانے اور غیر مسلم اقوام کے ساتھ مل جل کر رہنے کی وجہ سے بعض رسومات ان میں دانستہ یا نادانستہ پیدا ہوگئی تھیں۔ جن میں سے ایک جہیز ہے۔ اس کے مسلمانوں میں آ جانے کی وجہ سے بعض متاخرین فقہاء کے فتاویٰ میں جہیز کے سلسلے میں چند جزوی احکامات ملتے ہیں۔

الاحوال الشخصیہ میں مشہور فقیہ محمد ابوزہرہ متاع البیت کے عنوان سے فقہاء حنفیہ کی رائے بتاتے ہوئے رقمطراز ہیں:

**رای الحنفية وهو ان اعداد البيت على المزوج كان النفقة بكل انواعها من مطعم او ملبس ومسكن عليه واعبداد البيت من المسكن فكان بمقتضى هذا الاعداد على الزوج اذا النفقة بكل انواعها تجب عليه والمهر ليس عوض الجهاز لانه عطا ونخلة كما سماه القرآن فهو ملك خالص لها وهو حقها على الزوج بمقتضى احكام الزواج وليس ثمه من مصادر الشريعة مايجعل المتاع حقا على المبرئة ولا يثبت حق من حقوق الزواج من غير دليل.**

(ابوزہرہ، محمد، محی الدین، الاحوال الشخصیہ، السعادۃ القاہرہ، ۱۹۸۵ء، ۹۷۷)

"حنفی فقہاء کی رائے یہ ہے کہ گھر (اور گھریلو سامان) کی تیاری خاوند کے ذمہ ہے کیونکہ ہر قسم کا خرچہ مثلاً کھانا، لباس اور رہائش کی جگہ دینا اس پر واجب ہے۔ اور گھریلو ساز و سامان (جسے عرف عام میں جہیز کہا جاتا ہے) رہائش کے مکان میں داخل ہے۔ پس اس اعتبار سے گھریلو ساز و سامان کی تیاری خاوند پر واجب ہوئی۔ حق مہر جہیز کا عوض نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ صرف اور صرف عطیہ ہے جیسا کہ قرآن مجید نے اس کا نام نحلۃ (عطیہ) رکھا۔ وہ خالصتاً بیوی کی ملکیت ہے اور خاوند پر اس کا حق ہے۔ مصادر شریعت میں کوئی ایسی دلیل نہیں جس کی بنیاد پر گھریلو ساز و سامان کی تیاری عورت کا حق قرار دیا جاسکے اور بغیر دلیل کے کبھی کوئی حق ثابت نہیں ہوتا"۔

مالکی فقہاء کے نزدیک اگرچہ جہیز کے سامان کی تیاری عورت کے ذمہ ہے تاہم اس میں بھی یہ وضاحت ہے کہ یہ ساز و سامان پیشگی رقم مہر سے بنائے گی نہ کہ اپنے ذاتی مال یا والدین کے مال سے۔ اگر خاوند کی طرف سے پیشگی کوئی رقم اس کے پاس نہ بھیجی جائے تو اس پر سامان جہیز لازم نہیں ہے۔

السید سابق لکھتے ہیں۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

”یہ ایک عام رواج یا عادت ہے کہ بیوی اور اس کے گھر والے جہیز اور گھر کا ساز و سامان تیار کرتے ہیں اور دوسرا یہ کہ عورت کے نئے گھر میں جانے کی مناسبت سے عورت کو خوش کرنے کا ایک طریقہ ہے“۔

جس طرح دیگر کئی ایک رسوم کو جن میں کوئی شرعی قباحت یا ممانعت نہ تھی قبول کرلیا گیا، اسی طرح اس رواج (جہیز) کو بھی اپنالیا گیا ورنہ یہ کوئی شرعی حکم یا نکاح کا کوئی لازمی جزو نہیں ہے۔

## جہیز دینا درجہ مباح میں ہے

یہ بات واضح ہوچکی کہ شادی پر لڑکی کے والدین کا جہیز دینا کوئی شرعی حکم نہیں ہے اور نہ ہی یہ لازمہ نکاح ہے اور نہ ہی سنت ہے۔ جہیز کا سامان مہیا کرنے کا ذمہ دار خاوند ہے۔ گھریلو ساز و سامان تو الگ رہا نبی اکرم ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے لئے خوشبو بھی مہر کی رقم سے منگوائی۔ یہ سب کچھ تعلیم امت کے لئے تھا ورنہ آپ ﷺ اگر چاہتے تو احد پہاڑ کو سونا بنا کر حضرت فاطمہؓ کے جہیز میں دے دیتے۔

لیکن آج ہمارے معاشرے میں کئی ایسی رسومات پائی جاتی ہیں جن کا شریعت اسلامی میں کوئی تصور نہیں پایا جاتا یعنی شریعت اسلامی میں نہ تو ان کا درس ملتا ہے اور نہ ہی اس کی ممانعت ملتی ہے ایسے امور کو فقہ اسلامی کی روشنی میں مباح کہتے ہیں ان میں سے ایک جہیز بھی ہے۔ جو ہمارے معاشرے میں آگیا ہے اور جڑ پکڑ چکا ہے۔

## ایک غلط فہمی کا ازالہ

مروجہ جہیز یعنی شادی کے موقع پر والدین کا اپنی گرہ سے سامان جہیز خرید کر لڑکی کے ساتھ بھیجنے کو عموماً سنت نبوی تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت کے برعکس ہے۔ اس مغالطہ کا باعث وہ روایت ہے جسے محدثین قریباً ایک جیسے الفاظ کے ساتھ لائے ہیں۔ سنن نسائی کے الفاظ پیچھے ذکر کئے جا چکے ہیں۔ جس میں لفظ جہز آیا ہے۔ اس لفظ سے مروجہ جہیز کو سنت نبوی سمجھنا غلط ہے۔

اور سنن ابن ماجہ میں ہے:

**ان رسول الله ﷺ اتی علیها وفاطمة وهما فی خمیل لهما والخمیل القطیفة البیضاء من الصوف قد کان رسول الله ﷺ جهزهما بها.**

(ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، المملکۃ العربیۃ، السعودیہ، ۱۴۲۰ھ، ۳۱۷)

”رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لائے وہ دونوں اس وقت اون کی

سفید چادر میں تھے۔ حضور ﷺ نے ان دونوں کو اسی چادر کے ساتھ تیار کیا تھا‘‘۔

اب اگر جھز کا معنی جہیز لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے بیٹی کے علاوہ اپنے داماد کو بھی جہیز دیا۔ جو عقلاً اور نقلاً غلط ہے۔ ایک اور روایت میں ہے:

**عن عائشة و ام سلمة قالتا امرنا رسول الله ﷺ ان نجهز فاطمة حتى ندخلها على علي (رضی الله عنه) عمدنا الى البيت نفرشناه ترابا لينا من اعراض البطحاء الخ.**

(المغربی، محمد الفاسی، مجمع الزوائد، دارالکتاب، لبنان، س۔ن، ۱۳۸،۱)

’’حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم فاطمہ(رضی اللہ عنہا) کو تیار کر کے علی المرتضیٰؓ کے پاس داخل کردیں چنانچہ ہم اس تیاری کے ضمن میں گھر کی طرف متوجہ ہوئیں اسے سرزمین بطحا کی نرم مٹی سے پلستر کیا۔۔‘‘

اس روایت میں بھی جھز کا معنی جہیز دینا کسی قیمت پر نہیں لیا جاسکتا۔ اسی طرح دیگر کچھ احادیث میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے مگر اس سے جہیز دینا کے معنی نہیں نکلتے۔

حضرت فاطمہؓ کے سامان کو جہیز سمجھنا اس لئے بھی درست نہیں کہ حضور ﷺ کی دیگر صاحبزادیوں کو اتنا سامان بھی نہیں دیا گیا اور حضور ﷺ کی رحمۃ للعالمین اور عادل و منصف ذات سے یہ بعید ہے کہ آپ اپنی اولاد میں کسی قسم کا ترجیحی سلوک روا رکھیں۔ جہاں تک ظاہری معاملات کا تعلق ہے ان میں کسی لڑکی یا لڑکے کو دوسری اولاد پر ترجیح دینا خلاف شرع ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

**ساووا بين اولادكم في العطية كنت مفضلا احد الفضلت النساء.**

(نسائی، احمد بن شعیب، امام، سنن نسائی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۱، رقم الحدیث۳۳۸۲)

’’تم عطیہ دینے میں اولاد کے درمیان برابری کرو۔ اگر کسی کی تفضیل یا ترجیح جائز ہوتی تو میں عورتوں کو ترجیح دیتا‘‘۔ اس سے بھی واضح ایک روایت یوں ہے:

’’حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں۔ میرے والد (بشیر) نے مجھے بطور ہبہ کوئی چیز عطا کی۔ میری والدہ نے ان سے کہا کہ اس ہبہ پر رسول ﷺ کو گواہ بناؤ۔ چنانچہ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس لڑکے کی ماں نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اسے

بطور ہبہ کچھ دوں۔ چنانچہ میں نے اس کے نام ہبہ کر دیا۔ اب کہتی ہے کہ میں اس ہبہ پر آپ کو گواہ بناؤں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے تمام اولاد کو اسی طرح ہبہ کیا ہے جس طرح اس لڑکے کو کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تب مجھے اس پر گواہ نہ بناؤ کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔ تمام اولاد کا تجھ پر حق ہے کہ تو ان میں برابری کرے''۔ (ابن کثیر، عمادالدین، امام، کنزالعمال، دارالمعرفۃ، بیروت، ۴، ۷۷ھ، ۲۲)

معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہؓ کا جہیز (اگر اس سامان کو جہیز کا نام بھی دیا جائے) حضور ﷺ کی طرف سے کوئی عطیہ نہ تھا ورنہ حضور ﷺ باقی صاحبزادیوں کو بھی ضرور عنایت فرماتے۔

## جہیز کی فرمائش، ایک ناجائز مطالبہ

یہ امر ثابت ہو چکا کہ سامان جہیز خاوند کی ذمہ داری ہے اور جملہ ضروری گھریلو اشیاء کے مہیا کرنے کا پابند ہے۔ لہذا خاوند یا اس کے گھر والوں کو قطعاً حق حاصل نہیں کہ وہ بیوی یا اس کے والدین سے جہیز کا مطالبہ کریں یا انہیں مجبور کریں۔ امام ابن حزم بیان کرتے ہیں:

''عورت کو اس بات پر مجبور کرنا جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کے پاس سامان جہیز لائے۔ نہ ہی اس مہر کی رقم سے جو خاوند نے اسے دی ہے۔ اس کا اپنا مال مہر جو سارے کا سارا اس کی ملکیت ہے اس میں وہ جو چاہے کرے خاوند کو اس میں کسی قسم کا دخل دینے کا کوئی حق نہیں۔

(ابن حزم، علی بن احمد، المحلی، دارالآفاق الجدیدہ، بیروت، لبنان، ۴۰۴)

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ میں ہے۔

''اگر کوئی آدمی ایک ہزار روپے مہر پر کسی عورت سے نکاح کرے اور عادت یہ ہو کہ اتنا مہر ایک بڑے جہیز کے مقابلے میں ہوتا ہو مگر وہ عورت ایسا نہ کرے (جہیز نہ لائے) تو خاوند کو اس بات کا حق نہیں کہ اس سے جہیز لانے کا مطالبہ کرے۔ اگر بیوی جہیز بھی لائے تو اس کی مالک بیوی ہی ہوگی خاوند کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ آدمی پر واجب ہے کہ وہ عورت کے لئے ایسی رہائش کی جگہ تیار کرے جو ضروریات زندگی پر مشتمل ہو۔

(الجزیری، عبدالرحمٰن، ترجمہ: منظور احسن عباسی، کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ، علماء اکیڈمی، شعبہ مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب، ۲۰۰۶ء، ج ۴، ص ۲۱۷)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''صحیح یہ ہے کہ خاوند بیوی کے باپ سے کسی شے کا مطالبہ نہ کرے کیونکہ مال نکاح میں مقصود نہیں۔

(مواہب الرحمٰن، ترجمہ: مولانا سید امیر علی، فتاویٰ عالمگیری، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور، س،ن، ج ۲، ص ۲۲۳)

پس جو لوگ اپنی عیاشیوں کے لئے ناجائز طریقوں سے لڑکی کے والدین کو لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں وہ دراصل ڈاکو ہیں جو ایک جونک کی طرح لڑکی کے والدین کا خون چوستے ہیں۔ اگر ان کی فرمائش کو پورا نہ کیا جائے تو ساس و نند کا لڑکی کو کہنا کہ تمہارے ماں باپ نے تو کچھ نہیں دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

کیا آخرت میں اس پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی؟ کیا ساس جو ماں کے درجہ میں ہوتی ہے اس کے لئے بیٹی سے بھیک مانگنا کہ میرے لئے یہ دو۔۔۔ میری فلاں بیٹی کو یہ دو۔۔ دیور کے لئے یہ دو۔۔ میری بیٹی کے سسرال والوں کے لئے یہ دو۔۔ کیا یہ ماں ہونے کے ناطے مناسب ہے۔ اس طرح سے مانگنا تو لفظ ماں کے تقدس کو پامال کرنا ہے۔ اور ایسے لوگ دراصل وہ ہیں جن کے دلوں سے خوف خدا مکمل طور پر رخصت ہو گیا ہے اور اس لوٹ کھسوٹ میں وہ لوگ بھی کچھ پیچھے نہیں ہیں جو مسجدوں میں تو اگلی صف میں دکھائی دیتے ہیں مگر فرمائشی جہیز کو گناہ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ فرمائشی جہیز بھیک مانگنے کی سب سے بری اور ناجائز قسم ہے۔

اسلامی شریعت میں بھیک مانگنا صرف اس وقت جائز ہوسکتا ہے۔ جب کوئی شخص ایک وقت کے کھانا کھانے تک کا محتاج ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**من سائل مسالة عن ظهر غنى استكثر بها من رضف جهنم قالوا يارسول الله وما ظهر الغنى؟ قال عشاء ليلة.** (دار قطنی، علی بن عمر، سنن دار قطنی، مطبوعہ مصر، ۲، ۱۲۱)

"جس شخص نے قدر حاجت موجود ہونے کے باوجود کوئی سوال کیا تو گویا کہ اس نے جہنم کے گرم پتھروں کو جمع کرنے میں زیادتی کی۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ قدر حاجت سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نان شبینہ"۔

اس جیسی حدیثیں اور بھی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ شریعت اسلامی میں مانگنے کی مذمت اور برائی بیان کی گئی ہے۔ پس جہیز کا مطالبہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔

## جہیز کی تباہ کاریاں

جب معاشرے میں کوئی رسم پائی جاتی ہے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کا کوئی فائدہ ہوتا ہے لیکن اگر وہی رسم تباہ کاری کا باعث ہوجائے تو اس کا فائدہ بھی ناپید ہوجاتا ہے۔ ایسی ہی رسوم میں سے ایک رسم جہیز ہے۔ جہیز دینا جو کہ ایک مباح عمل ہے معاشرے میں ضروری سمجھا جانے لگا ہے اور ایک قبیح رسم کی شکل اختیار

کر گیا ہے۔ جہیز مانگنے والوں اور دینے والوں کی بدولت اس رسم نے معاشرے میں اپنی جڑیں مضبوط کر لی ہیں جس نے ایک پریشان کن معاشرتی مسئلہ اور اقتصادی برائی کی صورت اختیار کر لی ہے۔

جہیز کی تباہ کاریوں میں سے چند درج ذیل ہیں:

## نمود و نمائش اور تفاخر

امراء رسم جہیز کو اپنے جاہ و منصب کی شناخت سمجھتے ہیں اور بے پناہ پیسہ خرچ کرتے ہیں اور اس رسم کو شہرت و ناموری، دولت کی ریاکاری اور پابندی رسم کی نیت سے کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بڑی دھوم دھام اور تکلف سے اس کی نمائش کی جاتی ہے حالانکہ اسلام نے نمود و نمائش سے منع کیا ہے اور اس وجہ سے غریب مائیں اور بیٹیاں احساس کمتری کا شکار ہوتی ہیں۔

اسی نمائش کے جذبے سے لوگوں میں تفاخر پیدا ہوتا ہے۔ والدین فخر سے بتاتے ہیں کہ ہم نے اپنی بیٹی کو فلاں فلاں چیز دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کیا ہے۔

**وَالَّذِیْنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ وَمَنۡ یَّکُنِ الشَّیۡطٰنُ لَهٗ قَرِیۡنًا فَسَآءَ قَرِیۡنًا. (النساء:۳۸)**

''اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ یوم آخرت پر، اور شیطان جس کا بھی ساتھی ہوگیا تو وہ برا ساتھی ہے''۔

## اسراف و تبذیر

جہیز کی برائیوں میں سے ایک برائی اسراف و تبذیر بھی ہے۔ لوگ دیکھا دیکھی اسراف پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بھاری کپڑے، زیورات اور ضرورت سے زائد اشیاء وغیرہ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسراف سے منع کیا فرمایا ہے:

**اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ کَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ ؕ وَکَانَ الشَّیۡطٰنُ لِرَبِّهٖ کَفُوۡرًا. (الاسراء:۲۷)**

''بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے''۔

اور اعتدال کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

**خیر الامور اوسطها.** ''کاموں کی اچھائی ان کا اعتدال ہے''۔

☆☆☆☆☆

# نسبتِ طہارت

## نسبتِ طہارت کے حصول کے وظائف

نسبتِ طہارت کے حصول کے لئے دلجمعی اور قلبی شوق و محبت کے ساتھ درج ذیل اسماء اور آیات کا بطور وظیفہ کثرت سے پڑھنا مفید ہے۔

۱۔ یا نُوْرُ یا مُنَوِّرُ

۲۔ یا طَاهِرُ یا مُطَهِّرُ

۳۔ آیۃ النور کا کثرت سے وِرد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ط یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ○ (النور، ۲۴:۳۵)

''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال (جو نور محمدی ﷺ کی شکل میں دنیا میں روشن ہوا) اس طاق (نما سینۂ اقدس) جیسی ہے جس میں چراغ (نبوت روشن) ہے (وہ) چراغ فانوس (قلب محمدی) میں رکھا ہے (یہ) فانوس (نور الٰہی کے پرتو سے اس قدر منور ہے) گویا ایک درخشندہ ستارہ ہے (یہ چراغ نبوت) جو زیتون کے مبارک درخت سے روشن ہوا ہے نہ (فقط) شرقی ہے اور نہ غربی (بلکہ اپنے فیض نور کی وسعت میں عالمگیر ہے اس چراغ نبوت کی مثال یوں ہے جیسے) اس کا تیل چمک رہا ہو اگرچہ ابھی اسے (وحی ربانی اور معجزات آسمانی کی) آگ نے چھوا بھی نہ ہو (تو وہ) نور کے اوپر ایک نور ہے اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور (کی معرفت) تک پہنچا دیتا ہے اور اللہ لوگوں (کی ہدایت) کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ ہر چیز سے خوب آگاہ ہے○''

# گلدستہ

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

## وزن کم کرنے کا غذائیت سے بھرپور نسخہ

وزن کم کرنے کی خواہش کس کو نہیں ہوتی؟ لیکن یہ ایک صبر آزما کام ہے۔ جس میں مزیدار کھانوں اور ڈشز سے دور رہنا پڑتا ہے جبکہ بہت سے افراد طرح طرح کی ادویات استعمال کرتے ہیں جن کے سائیڈ ایفیکٹس سے کئی دیگر بیماریاں جنم لیتی ہیں اور یوں وزن تو کم نہیں ہوتا بلکہ ایک نیا مرض گلے پڑ جاتا ہے۔ آج ہم آپ کو وزن کم کرنے کا ایسا نسخہ بتائیں گے جو نہ صرف وزن کم کرے گا بلکہ آپ کو دیگر بیماریوں سے بھی نجات دلائے گا، اس نسخے میں 17 ایسی چیزیں شامل ہیں جن میں وٹامن اور فائبر اتنی مقدار میں موجود ہوتا ہے جو دیر تک آپ کے جسم کو کھانے کی ضرورت سے دور رکھتا ہے۔

## بادام

بادام کے اندر قدرتی طور پر نیوٹرین اور وٹامن شامل ہوتے ہیں، اس کا مناسب استعمال بھرپور توانائی فراہم کرتا ہے اور مزید بھوک لگنے سے روکتا ہے۔ چاکلیٹ یا نمک میں لپٹے بادام استعمال نہ کریں۔

## سیب

آپ نے تو سنا ہوگا کہ دن بھر میں ایک سیب کھانا ڈاکٹر سے دور رکھتا ہے لیکن کیا آپ کو پتہ ہے کہ سیب آپ کو موٹاپے سے بھی دور رکھتا ہے سیب میں 4 سے 5 گرام فائبر موجود ہوتے ہیں جو نہ صرف میٹھے اور ذائقہ دار ہوتے ہیں بلکہ کافی دیر تک آپ کو کھانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، سیب میں اینٹی آکسیڈینٹ موجود ہوتے ہیں جو ہمارے جسم میں ضروری وٹامنز اور منرلز شامل کرتا ہے۔

## ناشپاتی

بظاہر لوگوں کا خیال ہے کہ ناشپاتی موٹاپا کرتی ہے لیکن آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ناشپاتیاں پروٹینز اور فائبر سے بھری ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ وزن کم کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔ اس میں موجود فیٹس آپ کو کافی دیر تک کھانے سے دور رکھتے ہیں۔

## لال یا سبز مرچ

لال یا سبز مرچ اپنے اندر وٹامنز سی رکھتی

ہے جو آپ کے جسم کو مناسب مقدار میں وٹامنز فراہم کرتی ہے، اسے آپ سلاد میں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

## دار چینی

اپنے مشروب میں چینی شامل کرنے کی بجائے اگر صرف ایک چٹکی دار چینی شامل کر لی جائے تو یہ نہ صرف جسم میں توانائی بڑھا دیتی ہے بلکہ انسولین کے اخراج کے عمل کو بھی آہستہ کر دیتی ہے۔

## انڈے

انڈے کی سفیدی وزن کو تیزی سے کم کرنے میں انتہائی مددگار ہوتی ہے اس میں موجود وٹامنز آپ کے جسم کو کافی دیر بھرا رکھتے ہیں۔ ناشتے میں انڈے کی سفیدی کا استعمال بہترین انتخاب ہے۔

## کینوا

یہ ایک طرح کی بوٹی ہے جس کے بیج استعمال کئے جاتے ہیں اور اسے عام طور پر چاول کے متبادل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں پروٹینز اور فائبرز بڑی مقدار میں موجود ہوتے ہیں اور اسے وزن کم کرنے والی بہترین بوٹی قرار دیا جاتا ہے۔

# بدہضمی سے بچنے کا آسان علاج

(بحوالہ ماہنامہ خواتین میگزین لاہور)

اگر آپ متواتر بدہضمی اور معدے میں بننے والی گیس کا شکار رہتے ہیں تو ادرک استعمال کریں کیونکہ طبی ماہرین کے مطابق ادرک بدہضمی کے علاج کا بہترین گھریلو ٹوٹکا ہے ادرک معدے میں ہضم کرنے کی صلاحیت کو بڑھاتی ہے یہ مختلف غذاؤں میں لیس دار سیال کے اخراج کو بڑھانے کے علاوہ معدے کے السر سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔ ادرک معدے میں بنے والی گیس کا قدرتی علاج کرتے ہوئے پیٹ کا اپھارہ کو کم کر دیتی ہے۔ ادرک میں شامل اینٹی اوکسیڈ ینٹ معدے کی سوزش میں کمی لانے کے علاوہ کینسر کو بھی جنم نہیں لینے دیتی۔

مزید برآں ادرک میں شامل مرکبات الرجک ردعمل کے علاج میں بھی اپنی امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ بہر حال یہاں ہم آپ کو بدہضمی کے قدرتی علاج کے لئے چند تراکیب بتا رہے ہیں۔

☆ ادرک کو دھونے کے بعد چھیل کر ایک کپ میں اس کا رس نکال لیں اور دن میں ایک بار ضرور باقاعدگی سے پئیں۔

☆ تازہ ادرک کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں کاٹ کر منہ میں ڈال لیں تو اس کو چبائیں لیکن معدے میں صرف رس جائے۔

# منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیر اہتمام خواتین کا شہر اعتکاف

﴿رپورٹ: صدف علوی﴾

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام 25واں سالانہ شہر اعتکاف 5 جولائی 2016ء کو چاند نظر آنے پر مکمل ہوگیا ہے۔ فہم دین، اصلاح احوال، توبہ اور آنسوؤں کی بستی میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اختتامی دعا کرائی، اس موقع پر ہر آنکھ پرنم تھی۔ شہر اعتکاف میں معتکفین نے اپنے ایمانی جوش وجذبہ سے شرکت کی اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ایمان افروز دروس تصوف سنے۔ معتکفین کی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ آخری روز ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، حماد مصطفیٰ قادری المدنی اور احمد مصطفیٰ قادری العربی، امیر تحریک صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، خرم نواز گنڈاپور اور اعتکاف انتظامیہ کی طرف سے معتکفین کو الوداع کیا گیا۔

اختتامی نشست میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے معتکفین سے مختصر خطاب کیا۔ آپ نے معتکفین کو ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ وہ اعتکاف میں جن عبادات و ریاضات سے مستفیض ہوئے ہیں، اس پر بقیہ زندگی میں عمل کریں۔ عبادت الٰہی دل میں اللہ کا نور پیدا کرتی ہے اور یہ نور محبت مصطفیٰ اور ادب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالص بنتا ہے۔ اس لیے تحریک منہاج القرآن کا فیض ہے، جسے دنیا بھر میں عام کرنے کی ضرورت ہے۔ ایمان کا افضل ترین درجہ امن وسلامتی کا فروغ ہے۔

انہوں نے رسول اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے 'خُلقِ عظیم' اور اسوہ حسنہ کی روشنی میں اخلاقی تربیت کو موضوع بنایا۔ خلقِ عظیم کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام 'عظیم' ہے اور اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو فضل فرمایا اسے بھی 'عظیم' قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے اس کی تمام صفات عظیم ہیں۔ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق پر چونکہ الوہی رنگ چڑھا دیا گیا تھا اسی لیے آپ کے خلق کو 'خلقِ عظیم' کا خطاب دیا۔ خدائے تعالیٰ کے عظیم کہنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ اور اخلاقِ حسنہ میں کسی نقص کا گمان بھی ممکن نہیں۔

شیخ الاسلام نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ جب ام المؤمنین سے پوچھا گیا کہ رسول اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ سارا قرآن رسول اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خُلق ہے۔ آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صفات، کائنات کے ہر بشر سے ارفع و اعلیٰ ہیں۔ سارا قرآن، اخلاق محمدی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجموعہ ہے۔

شیخ الاسلام نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایمان کے افضل ترین درجہ سے متعلق دریافت

کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امن وسلامتی کو فروغ دینے، بھوکوں کو کھانا کھلانے، رشتوں کو جوڑنے اور رات کے اندھیروں میں خدا کے حضور سجدہ ریز ہونے کو ایمان کا افضل ترین درجہ قرار دیا۔

شیخ الاسلام نے رفقاء اور کارکنان کو پیغام دیتے ہوئے کہا کہ تحریک منہاج القرآن کی رفاقت کا مطلب ایک دوسرے کے دکھ، درد کو محسوس کرنا اور دوسرے کی مشکل کو حل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ اللہ ان لوگوں سے محبت اپنے اوپر واجب کر لیتا ہے جو اس کی رضا کے لیے دوسروں کے درد میں شریک ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

تحریک منہاج القرآن کے شہراعتکاف 2016 میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین کا اعتکاف بھی بھرپور جوش وخروش سے منعقد ہوا۔ منہاج کالج برائے خواتین کی وسیع وعریض عمارت میں ہزاروں خواتین معتکف تھیں۔ خواتین کے شہراعتکاف میں انتظامیہ نے معتکفات کے لیے علمی و روحانی اور اخلاقی و تربیتی معمولات کا باقاعدگی سے اہتمام کیا تھا۔ روزانہ کے معمولات میں سحری اور نماز فجر کے بعد معتکفات کے لیے وظائف، محافل ذکر ونعت کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ صبح ساڑھے نو بجے تک آرام کا وقت دیا جاتا تھا۔ جس کے بعد بارہ بجے سے روزانہ صلوۃ التسبیح بھی باقاعدگی سے پڑھائی جاتی رہی۔

نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد مسز غزالہ حسن قادری اور مسز فضہ حسین قادری کا مختلف علاقوں سے آنے والی معتکف خواتین کے ساتھ تربیتی سیشن رکھا گیا جس میں انتظامی امور کے علاوہ شیخ الاسلام کی ہدایات کی روشنی میں خواتین کی علمی واخلاقی رہنمائی اور تربیت کی جاتی رہی۔

نماز ظہر اور عصر کے درمیانی وقت میں خواتین اپنے اپنے رہائشی حجروں میں انفرادی طور پر قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہیں۔ افطار سے پہلے شام ساڑھے پانچ بجے خواتین کی اجتماعی محفل نعت کا اہتمام ہوتا رہا، جس میں انتہائی ذوق وشوق کے ساتھ خواتین ثناء خوان نعت خوانی کرتی رہیں۔

میس کمیٹی کی طرف سے سحر وافطار کا اعلی انتظام تھا، خصوصا سحر وافطار میں کھانے حفظان صحت کے اصولوں کے عین مطابق تیار کروائے جاتے تھے جبکہ منرل واٹر (پلانٹ سے پینے کے لیے صاف پانی) مہیا کیا جاتا تھا۔

نماز عشاء وتراویح کی ادائیگی کے بعد خواتین شہراعتکاف کا مرکزی ایونٹ شیخ الاسلام کا ہر شب ہونے والا خصوصی خطاب ہوتا تھا، جو انہیں مردوں کے پنڈال سے بذریعہ ویڈیو سکرین براہ راست دکھایا جاتا تھا۔

ستائیسویں شب کے عالمی روحانی اجتماع میں بھی ملک بھر سے ہزاروں خواتین شرکت کی، جن کے لیے مردوں کے پنڈال میں الگ باپردہ خوصی انتظامات کیے گئے تھے۔

منہاج القرآن ویمن لیگ کی معلّمات کی نگرانی میں 'شہرِ اعتکاف' میں روزانہ کی طرح معتکفات کے لیے حلقاتِ ذکر، حلقاتِ درود، حلقاتِ عرفان القرآن اور صلوۃ التسبیح کا اہتمام کیا گیا۔ نظامت دعوت کی طرف سے حلقہ درود کا انعقاد کیا گیا، جس میں داعی خواتین معلمات کی تربیت کی گئی۔

ایم ایس ایم خواتین ونگ کی جانب سے زینب ارشد نے معتکفات کے ساتھ میٹنگ کی، جس میں انہیں فورم کے اہداف کے حصول پر بریفنگ دی۔

امسال خواتین کے شہراعتکاف میں بچوں کے اعتکاف کیمپ کا بھی انعقاد کیا گیا۔ منہاج القرآن ویمن لیگ کی جانب سے کیمپ میں چار سے بارہ سال کی عمر کے بچے بھی شرکت کر رہے ہیں۔ محترمہ ایمن یوسف مغل اور محترمہ حسن آراء نے کڈز اعتکاف فورم میں بچوں کے لیے تربیتی و تعلیمی ایونٹس شامل کیے۔ مسز فضہ حسین قادری نے اس کیمپ کا دورہ کیا اور بچوں سے ملاقات کی۔ اس موقع پر مسز فضہ حسین قادری کیساتھ سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ نشست کے اختتام پر آپ نے بچوں میں چاکلیٹ بھی تقسیم کیے۔

بعد ازاں مسز فضہ حسین قادری نے منہاج القرآن ویمن لیگ کی سوشل میڈیا ٹیم سے ملاقات بھی کی۔ صدف علوی کی سربراہی میں سوشل میڈیا ٹیم کی نمائندگان یہاں موجود تھیں۔ جنہیں سوشل میڈیا ورکنگ کے حوالے سے بریف کیا گیا۔

شہراعتکاف میں مسز غزالہ حسن قادری نے سرگودھا ڈویژن کی خواتین تنظیمات سے ملاقات کی۔ محترمہ عائشہ مبشر ناظمہ ویمن لیگ تنظیمات نے انہیں سرگودھا ڈویژن کی ورکنگ رپورٹ پیش کی۔

طاق رات کی مناسبت سے منہاج نعت کونسل فیصل آباد نے محفل نعت کا خصوصی اہتمام کیا، جس میں نہایت پرذوق انداز میں نعت خوانی ہوئی۔ اس سے پہلے محترمہ افنان بابر نے شیخ الاسلام کی ہمہ جہت شخصیت کے موضوع پر شرکاء کو لیکچر دیا۔

## ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا معتکفات سے خطاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے تحریک منہاج القرآن کے زیراہتمام منعقدہ شہر اعتکاف میں شریک ہزاروں معتکف خواتین سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شہر اعتکاف کا حصہ بننے والی خواتین کا عزم، جذبہ، دین سے محبت اور اعتماد اس بات کا دوٹوک اعلان ہے کہ پاکستان کی خواتین انتہا پسندی، دہشتگردی، دقیانوسی سوچ اور تکفیری رجحانات کو مسترد کرتی ہیں اور دنیا کی کوئی دہشتگرد، انتہا پسند اور انسانی حقوق کی دشمن قوت پاکستان کی ان نڈر اور عظیم خواتین کو ان کے قومی، ملی و دینی کردار کی ادائیگی سے نہیں روک سکتی۔ انہوں نے شہر اعتکاف میں خواتین کیلئے مثالی انتظامات کرنے پر ویمن لیگ کی مرکزی صدر فرح ناز اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد دی۔

شیخ الاسلام نے کہا کہ منہاج القرآن احیائے دین کی ایک عظیم بین الاقوامی، علمی اور فکری تحریک ہے جس کا مقصد نوجوان خواتین و حضرات کو ان کی دینی اور ملی ذمہ داریوں اور فرائض سے آگاہ کرنا اور انہیں ایک ذمہ دار اور مفید شہری بنانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی خواتین نے زندگی کے ہر شعبے میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ جس جس جگہ خواتین ایڈمنسٹریٹرز ہیں وہاں وہاں بہترین ایڈمنسٹریشن اور نتائج سامنے آئے ہیں۔ یہی

وجہ ہے کہ پاکستان کی غیور اور جرات مند خواتین کو اپنا کردار ادا کرنے سے روکا جاتا ہے۔ اقتدار اور بیوروکریسی میں بیٹھے ہوئے کچھ متعصب عناصر نہیں چاہتے کہ خواتین پوری قوت کے ساتھ سوسائٹی میں اپنا تعمیری کردار ادا کرسکیں۔ اسی لیے پالیسیاں تو بنتی ہیں مگر ان پر عمل نہیں ہوتا۔ انہوں نے کہا کہ خواتین کو بظاہر آئینی پارلیمانی کردار تو دے دیا گیا مگر انہیں اختیار اور وسائل سے دور رکھا گیا اسی لیے وہ نتائج اور ثمرات بھی سامنے نہیں آسکے جو خواتین دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ پالیسی ساز کان کھول کر سن لیں کہ خواتین کو مساوی ترقی کے مواقع دیئے بغیر ترقی اور خوشحالی کا کوئی ہدف اس سے پہلے حاصل ہو سکا اور نہ آئندہ ہو سکے گا۔ انہوں نے کہا کہ ملکی آئینی ادارے حقیقی ترقی اور خوشحالی چاہتے ہیں تو وہ بڑے بڑے بجٹ فینسی منصوبوں کی بجائے بچیوں کی تعلیم پر خرچ کریں۔ پڑھی لکھی ماں کی تحریک چلائیں۔ بچیوں کو علم کے زیور سے آراستہ کرنے پر توجہ دیں۔ بچیوں کو گھر کی دہلیز کے قریب ترین اعلیٰ تعلیم کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں میں بچیوں کو بامقصد تعلیم دی جائے۔ خواتین کے خلاف امتیازی رویوں کو خواہ وہ سیاست میں ہوں یا معیشت میں انہیں کچل دیا جائے۔ خواتین کو تحفظ دیا جائے اور ان کے استحصال کی تمام اشکال کا قلع قمع کیا جائے۔ یہی دین اور یہی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات ہیں۔

انہوں نے کہا کہ تحریک منہاج القرآن اپنے وسائل اور اپنی مدد آپ کے تحت بچیوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے اس عظیم مشن پر کاربند ہے۔ منہاج القرآن کے اندرون ملک سینکڑوں تعلیمی ادارے اور بیرون ملک قائم اسلامک سنٹرز تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دے رہے ہیں۔ آئندہ نسلوں کو فکری اور علمی اعتبار سے سنوار رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ والدین کی پہلی ترجیح تحریک منہاج القرآن کے تعلیمی ادارے ہیں اور آج شہر اعتکاف میں ہزاروں خواتین کی موجودگی بھی ہم پر غیر متزلزل اعتماد کا اظہار ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس قوم کی بیٹیاں اور بچیاں پاکستان کا مستقبل ہیں۔ ہم اپنے مستقبل سے غافل نہیں رہ سکتے۔ انہوں نے کہا کہ دین اسلام بچیوں کی تعلیم پر زور دیتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو پہلا حرف وحی نازل کیا گیا وہ ''اقراء'' تھا اس سے مراد پڑھنا ہے لہٰذا بلا امتیاز و بلاتفریق تعلیم کو عام کرنا ہوگا۔ انہوں نے منہاج القرآن کے شہر اعتکاف میں آنے والی خواتین کو مبارکباد دی۔

# اجتماعی اعتکاف ایک ریفریشر کورس

اعتکاف نام ہے ایسی عبادت کا جس میں انسان ہر چیز سے بے رغبت ہوکر مولا کے قریب ہوتا ہے۔ گویا کہ اعتکاف روحانی اجتماع ہونے کے ساتھ ایک ریفریشر کورس بھی ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے سال میں دس دن کے لئے ہوتا ہے۔ جس کا مقصد انسان میں شعور بندگی بیدار کرنا ہے اور یہ کہ اسے دنیا میں بھیجا کیوں گیا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے آقا علیہ السلام غار حرا میں خلوت نشین ہوکر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت سے نوازا، ایک بھاری ذمہ داری ڈالی کہ وہ انسانیت کی اصلاح کریں، دکھی، لاچار اور کمزوروں کے حقوق کی جنگ لڑیں۔

منہاج القرآن کے پلیٹ فارم پر 10 روزہ اجتماعی اعتکاف کا مقصد بھی یہی ہے۔ یہ حرمین شریفین کے بعد دوسرا بڑا عالمی اجتماع ہے اس میں ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اپنے درس قرآن، حدیث وتصوف سے ایسے مرد حق تیار کرتے ہیں جو اپنے نفس کی آلائشوں، غلاظتوں اور گندگیوں کو ندامت کے آنسو سے دھوتے ہیں۔ پھر مرد حق معاشرے میں خیر کی دعوت کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ جس کا مقصد دکھی، کمزور اور بے سہارا کو ان کے حقوق دلانا ہوتا ہے۔ اس شہر اعتکاف کو بسانے کے لئے خصوصی اہتمام و انصرام کیا جاتا ہے اور مختلف کمیٹیاں ترتیب پاتی ہیں جن کے نام اور کام درج ذیل ہیں:

مرکزی کمیٹی: (نگران: محترمہ فرح ناز)، (سربراہ: محترمہ انیلہ الیاس ڈوگر)، (سیکرٹری: محترمہ عائشہ قادری)، (ڈپٹی سیکرٹری: محترمہ انیتا الیاس)، (سینئر ممبران: محترمہ ڈاکٹر نوشابہ حمید، محترمہ شاہدہ مغل، محترمہ رافعہ علی، محترمہ فریدہ سجاد، محترمہ عائشہ شبیر، محترمہ شمیم خان، محترمہ ڈاکٹر ثمر فاطمہ، محترمہ راضیہ نوید، محترمہ طاہرہ خان، محترمہ عطیہ بنین، محترمہ عائشہ مبشر محترمہ افنان بابر، محترمہ گلشن ارشاد)، (ممبران: محترمہ کلثوم قمر، محترمہ زینب ارشد، محترمہ اقراء جامی، محترمہ ثناء وحید، محترمہ انیتا الیاس، کلثوم طفیل، محترمہ ایمن یوسف، محترمہ آمنہ سرور)

صفائی کمیٹی: (نگران: محترمہ لبنیٰ مشتاق)، (سربراہ: محترمہ سعدیہ گیلانی)

سیکیورٹی کمیٹی: (سربراہ: محترمہ فریدہ سجاد، (نائب سربراہ: محترمہ آصفہ صفدر)، (سیکرٹری: محترمہ طیبہ کوثر، مریم تنویر، نصرت فاطمہ، ریحانہ جاوید)، (ڈپٹی سیکرٹریز: محترمہ حافظہ سرفراز، محترمہ شگفتہ اسلام، محترمہ حبیبہ حنا، محترمہ عائشی کنول کونل، محترمہ ظل ہما، محترمہ ثمینہ سلیم)

ڈسپلن و پنڈال کمیٹی: (سربراہ: محترمہ اُم حبیبہ)، (نائب سربراہ: مسز حمیرا خالد)، (سیکرٹری: محترمہ صباء ڈار، تحسین اختر)، (ڈپٹی سیکرٹری: محترمہ مدیحہ اشفاق، حمیرا بی بی)

رجسٹریشن کمیٹی والاٹمنٹ: (سربراہ: محترمہ کلثوم طفیل)، (سیکرٹری: محترمہ اقراء جامی)، (سیکرٹری برائے امور لاہور: محترمہ رخسانہ اسلم)

سٹالز کمیٹی: (سربراہ: محترمہ شاکرہ چوہدری)، (نائب سربراہ: محترمہ رابعہ یوسف)، (سیکرٹری: محترمہ زارا)

میس کمیٹی: (سربراہ: محترمہ فریحہ سراج)، (نائب سربراہ: محترمہ سعدیہ کمالی)، (سیکرٹری: محترمہ سمینہ رحمان)

تنظیمی رابطہ کمیٹی: (سربراہ: محترمہ افنان بابر)، (سیکرٹری: محترمہ عائشہ قادری)

کمیٹی برائے تنظیمی امور: (سربراہ: محترمہ افنان بابر)، (سیکرٹری: محترمہ ثناء وحید)

کمیٹی برائے حلقہ جات و دعوتی امور: (سربراہ:محترمہ گلشن ارشاد)، (سیکرٹری:محترمہ عطیہ بنین)، (ممبران:محترمہ حریہ باور، کلثوم طارق،عاصمہ احسان، زہرہ ملک، افشاں غلام رسول، نبیلہ جاوید، فرح منہاج، عائشہ مبشر، مغیثہ فاطمہ، انیتا الیاس، قرۃ العین، صبیحہ ارشد، عفت علی، رابعہ نسرین، نبیلہ ظہیر، فہمیدہ نسرین، نورین اویس، آمنہ افضل، رابعہ غفور، ام الھدیٰ، عظمیٰ گل، کومل ریاض، مدیحہ اشفاق، ربیعہ جبین، اقراء ایوب)

کمیٹی برائے تربیتی امور: (سربراہ:محترمہ عائشہ مبشر)، (سیکرٹری :محترمہ کلثوم قمر)

محافل ذکر و نعت کمیٹی: (نگران:محترمہ کلثوم طارق)، (سربراہ:محترمہ حریہ باور)، (سیکرٹری:محترمہ زرتاج)

سنت و صلوۃ کمیٹی:(سربراہ:محترمہ اُم کلثوم)، (نائب سربراہ:محترمہ حلیمہ سعدیہ)، (سیکرٹری:محترمہ منزہ حبیب)

تراویح اہتمام کمیٹی : (سربراہ:محترمہ منزہ)، (سیکرٹری :محترمہ نائلہ)

کمیٹی برائے الیکٹرانک+ پرنٹ میڈیا: (سربراہ:محترمہ عائشہ شبیر)، (نائب سربراہ:محترمہ اُم حبیبہ)، (سیکرٹری :محترمہ سیدہ تزکیہ فرحت)

کمیٹی برائے سوشل میڈیا: (سربراہ:محترمہ صدف علوی)، (سیکرٹری :محترمہ رابعہ ریاست)

ساؤنڈ سسٹم و اعلانات کمیٹی: (سربراہ:محترمہ شمائلہ عباس)، (سیکرٹری :محترمہ حافظہ ایمن یوسف)

میڈیکل کمیٹی: (نگران:ڈاکٹر نوشابہ حمید)، (سربراہ:محترمہ کشور شاہین)، (نائب سربراہ:محترمہ حُسن آراء)، (سیکرٹری:محترمہ ڈاکٹر بارعہ بخاری)

رابطہ و ملاقات کمیٹی: (سربراہ:محترمہ فاطمہ کامران)

wind up کمیٹی: (سربراہ:محترمہ زینب ارشد)، (سیکرٹری:محترمہ کلثوم قمر)

ڈیزائننگ وڈیکوریشن کمیٹی: (سربراہ:محترمہ انیتا الیاس)، (سیکرٹری:اصباح محمود)

استقبالیہ والوداعی کمیٹی: (سربراہ:محترمہ فرح ناز)، (سیکرٹری :محترمہ افنان بابر)

ریکارڈ کیپنگ کمیٹی: (سربراہ:محترمہ آمنہ سرور)

کنٹرول روم کمیٹی: (سربراہ:محترمہ زینب ارشد)

کالج وماڈل سکول کوآرڈینیشن کمیٹی: (سربراہ:محترمہ انیلہ الیاس ڈوگر)، (سیکرٹری:محترمہ عائشہ قادری)

کمیٹی برائے لاہور: (سربراہ:محترمہ عطیہ بنین)، (نائب سربراہ:محترمہ فہنیقہ ندیم)، (سیکرٹری: محترمہ آمنہ بتول، محترمہ رخسانہ اسلم)، (ڈپٹی سیکرٹری: اصباح محمود)

کمیٹی برائے امور طالبات: (سربراہ:محترمہ زینب ارشد)، (سیکرٹری :محترمہ انیتا الیاس)، (ڈپٹی

دوران اعتکاف محترمہ غزالہ حسن قادری اور محترمہ فضہ حسین قادری خواتین سے میٹنگ کرتے ہوئے

روحانی و تنظیمی ورکشاپ

خواتین کی محفل نعت کا روح پرور منظر

DUKHTARAN-E-ISLAM
AUG-2016
LAHORE
Regd CPL No.45



# شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی، روحانی، تعلیمی، معاشی، اقتصادی، سائنسی، فقہی، قانونی، انقلابی، فکری اور عصری موضوعات پر 500 سے زائد کتب

ایسا انسائیکلو پیڈیا جو دلوں کی ویران بستیاں آباد کرنے کے ساتھ ساتھ
ذہنِ جدید میں پیدا ہونے والے اِشکالات کے مدلل جواب دیتا ہے
اور اصلاحِ اَحوال و اِحیائے اُمت کی ضمانت فراہم کرتا ہے